قُلۡ اِنَّ الۡفَضۡلَ بِیَدِ اللّٰہِ ۚ یُؤۡتِیۡہِ مَنۡ یَّشَآءُ ؕ وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیۡمٌ (آل عمران: 74)

روزنامہ

الفضل لندن

مدیر: ابو سعید

Online Edition

منگل 5 مئی 2020ء | 11 رمضان 1441 ہجری قمری | جلد: 2 | شمارہ: 108

فرمانِ رسول ﷺ

اذان اور سحری

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہم نے سحری کھائی۔پھر آپ نماز کے لئے کھڑے ہوئے۔ (قتادہ کہتے تھے) میں نے پوچھا کہ اذان اورسحری کے درمیان کتنا وقفہ ہوتا؟ تو انہوں نے کہا: بقدر پچاس آیتوں کے۔

(بخاری ،کتاب الصوم، بَابُ قَدۡرِکَمۡ بَیۡنَ السَّحُورِ وَصَلَاۃِ الۡفَجۡرِ، روایت نمبر 1921)

حضرت سلطان القلمؑ کے رشحات قلم

ابرار کا طریق زندگی

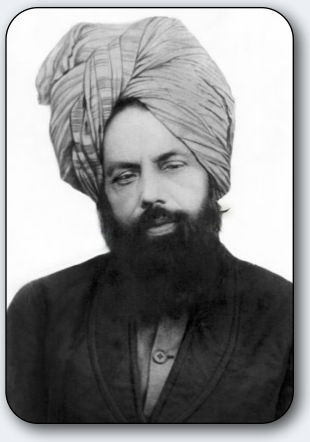

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں۔

’’جس قدر ابرار، اخیار اور راستباز انسان دنیا میں ہو گزرے ہیں جو رات کو اٹھ کر قیام اور سجدہ میں ہی صبح کر دیتے تھے ۔کیا تم خیال کر سکتے ہو کہ وہ جسمانی قوتیں بہت رکھتے تھے۔اور بڑے بڑے قوی ہیکل جوان اور تنومند پہلوان تھے؟ نہیں۔ یاد رکھو اور خوب یاد رکھو کہ جسمانی قوت اور توانائی سے وہ کام ہرگز نہیں ہو سکتے جو روحانی قوت اور طاقت کر سکتی ہے۔ بہت سے انسان آپ لوگوں نے دیکھے ہوں گے جو تین،چار بار دن میں کھاتے ہیں اورخوب لذیز اور مقوی اغذیہ پلاؤ وغیرہ کھاتے ہیں،مگر اس کا نتیجہ کیا ہوتا ہے۔صبح تک خراٹے مارتے رہتے ہیں اور نیند ان پر غلبہ رکھتی ہے اور یہاں تک نیند اور سستی سے مغلوب ہو جاتے ہیں کہ ان کو عشاء کی نماز بھی دو بھر اور مشکل عظیم معلوم دیتی ہے چہ جائیکہ وہ تہجد گزار ہوں۔

دیکھو! آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے صحابہ کبار رضوان اللہ علیہم اجمعین کیا تنعم پسند اور خوردونوش کے دلدادہ تھے جو کفار پر غالب تھے؟نہیں یہ بات تو نہیں۔ پہلی کتابوں میں بھی ان کی نسبت آیا ہے کہ وہ قائم اللیل اور صائم الدہرہوں گے ۔ ان کی راتیں ذکر اور فکر میں گزرتیں تھیں۔‘‘

(ملفوظات جلداوّل صفحہ 46)

ارشاد باری تعالیٰ

اللہ تعالیٰ فرماتاہے۔

لَوۡ اَنۡزَلۡنَا ہٰذَا الۡقُرۡاٰنَ عَلٰی جَبَلٍ لَّرَاَیۡتَہٗ خَاشِعًا مُّتَصَدِّعًا مِّنۡ خَشۡیَۃِ اللّٰہِ ؕ وَ تِلۡکَ الۡاَمۡثَالُ نَضۡرِبُہَا لِلنَّاسِ لَعَلَّہُمۡ یَتَفَکَّرُوۡنَ ﴿۲۲﴾ (الحشر: 22)

ترجمہ: اگر ہم نے اِس قرآن کو کسی پہاڑ پر اتارا ہوتا تو تُو ضرور دیکھتا کہ وہ اللہ کے خوف سے عجز اختیار کرتے ہوئے ٹکڑے ٹکڑے ہوجاتا۔ اور یہ تمثیلات ہیں جو ہم لوگوں کے لئے بیان کرتے ہیں تاکہ وہ تفکّر کریں۔

فرمان خلیفہ وقت

دعا وسیع ہوگی تو فائدہ مند ہوگی

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

’’حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک موقع پر فرمایا کہ میرا تو یہ مذہب ہے کہ دعا میں دشمنوں کو بھی باہر نہ رکھے۔ فرمایا جس قدر دعا وسیع ہو گی اسی قدر فائدہ دعا کرنے والے کو ہو گا اور دعا میں جس قدر بخل کرے گا (کنجوسی کرو گے۔ کمی کرو گے) ’’اسی قدر اللہ تعالیٰ کے قرب سے دُور ہوتا جاوے گا۔ ‘‘ (ملفوظات جلد2صفحہ 74) پس اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے کا یہ بھی ذریعہ ہے کہ صرف اپنی ذات تک ہی دعاؤں میں انسان محدود نہ رہے بلکہ اپنی دعاؤں کو وسیع کرے اور آجکل کا معاشرہ اور دنیا آپس میں اس قدر قریب ہے کہ دوسروں کے لئے دعا سے انسان اپنی ذات کو بھی فائدہ پہنچا رہا ہوتا ہے۔ یعنی علاوہ اس کے جو ایک ثواب ہے اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے فائدہ پہنچ رہا ہے، ظاہری دنیاوی فائدے بھی پہنچتے ہیں کیونکہ ظاہری طور پر بھی ہر ایک کا دوسرے پر اثر ہو رہا ہے۔ پس پہلے تو اپنی دعاؤں میں یعنی مستقل دعاؤں میں جماعت کے لئے دعاؤں کو بھی شامل کرے اور یہ ہر احمدی کا فرض ہے کہ اس کو مجموعی طور پر جماعت کو اپنی دعاؤں میں شامل کرنا چاہئے۔‘‘

(خطبہ جمعہ 30جون 2017ء)

اس شمارہ میں

- (اداریہ) رمضان بطور Navigator
- (نظم)کرونا جیسی وبا
- ایک ماہ کا مہمان رمضان المبارک
- رسول خدا ﷺ کی مقبول دعائیں
- بے پناہ کام کرنے کا جذبہ
- گھانا کے اشانٹی ریجن میں بیڈبگ کے خلاف سکولزمیں سرکاری مہم
- حضرت سید ولی اللہ شاہ محدث دہلویؒ مجدد دوازدہم

اداریہ

رمضان بطور نیویگیٹر (Navigator)

آج سے چند سال قبل ہمارے امام ہمام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے رمضان کو Navigator قرار دیا تھا۔Navigatorدراصل پرانے وقتوں میں بحری اور ہوائی جہازوں کو راستہ دکھانے کے لئے استعمال ہوتا تھا اور وہ Navigatorsکے ذریعہ اپنی سمت درست رکھتے تھے۔ اس دور میں ترقی کے ساتھ ساتھ جب زمین گلوبل ویلج بننے لگی۔شہروں کی آبادی بڑھنے لگی اور کسی کی Locationجاننے کے لئے کچھ مشکلات کا سامنا کرنا پڑا تو زمین پر چلنے والی گاڑیوں کے لئے بھی یہ آلہ تیار ہوا اور ترقی یافتہ ممالک میں اب گاڑیوں کا حصہ بن گیا ہے۔ جس میں مقام انتہا (جہاں انسان جانا چاہتا ہے) کا ایڈریس اگر feedکر دیا جائے تو وہ آلہ رہنمائی کرتے ہوئے short wayکے ذریعہ منزل مقصود تک پہنچا دیتا ہے۔جس سے وقت اور fuelکی بھی بچت ہوتی ہے اور اگر آپ اس آلہ کے مطابق عمل نہ کریں تو وہ شور مچا کر بتاتا ہے کہ آپ غلطی کر رہے ہیں ۔اگر آپ اس کی نہ مانیں تو پھر وہ آپ کے چُنے ہوئے راستہ میں بھی short wayکی رہنمائی کرتا ہے۔اور اس کی اہم خوبی یہ ہے کہ جن کمپنیوں نے اِسے تیار کیا ہوتا ہے وہ اس کو maintainکرتے رہتے ہیں حتیٰ کہ نئی بننے والی چھوٹی سی گلی کو بھی اس میں شامل کردیتے ہیں۔گویا آج کی تیز ترین دنیا میں یہ ایک بہت اچھی ایجاد ہے۔

ہم نے بارہا دیکھا ہے کہ سفر کرنے سے قبل ہم سوچتے اور مشورہ کرتے ہیں کہ کون سا راستہ چھوٹا رہے گا۔سڑک صاف ہوگی۔حتیٰ کہ بیرون ملک جانے کے لئے جب ہم فضائی کمپنیوں سے رابطہ کرتے ہیں تو سفر کی صعوبتوں سے بچنے کے لئے چھوٹے چھوٹے راستے یا فضائی کمپنی کا چناؤکرتے ہیں بلکہ اگر راستہ میں ٹھہرنا بھی ہو تو وہ پڑاؤکو بھی دیکھتے ہیں کہ کہاں مختصر قیام ہو۔

روحانی دنیا میں بھی ایک Road Mapہے جس کا مقصد اپنے خالق حقیقی تک پہنچنا ہے۔ جس کے لئے قرآن کریم کے آغاز میں ہی اللہ تعالیٰ نے اِھۡدِنَا الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِیۡمَ کی دُعا ایک مومن کو سکھلائی ہے۔مفسرین نے صراط مستقیم کے جو معانی کئے ہیں ان میں سے ایک چھوٹا اور سیدھا راستہ کے ہے۔ ہمارے ایک بزرگ مکرم سید احمد علی شاہ صاحب سابق نائب ناظر اصلاح و ارشاد مرکزیہ کہا کرتے تھے کہ ہر مربی کی ذہنی استعداد مختلف ہوتی ہے اور منزل مقصود تمام کا ایک ہے یعنی خلیفۃ المسیح کے حکم کی اطاعت اور ہر مربی اپنی اپنی استعدادوں کو بروئے کار لا کر اپنے مقررکردہ گول تک پہنچنے کی کوشش کرتا ہے۔ کوئی بذریعہ لاہور یعنی لمبے راستہ سے اور کوئی چھوٹے راستہ سے۔اس لئے تمام کو وقت دینا چاہئے۔اس طرح اللہ تعالیٰ تک پہنچنے کے لئے مختلف راستے ہیں۔جیسے نماز ہے، تہجد ہے، نوافل ہیں، صدقہ و خیرات ہے، قرآن کریم کی تلاوت ہے اور بہت کچھ ۔یہ تمام نیکیاں ایک ساتھ اکٹھی ہو کر رمضان میں آجاتی ہیں اور فرشتے آسمان سے اُتر کر نچلی سطح پر اور بعض روایات میں زمین پر آجاتے ہیں۔اوربلند آواز سے پکارتے ہیں کہ ہے کوئی نیکی کا عزم کرنے والا اور دُعا کرنے والا۔اس کی دعا قبول کی جائے گی بلکہ وہ ایک مومن کی پکار اس کی آواز اور دعاؤں کو لے کر آسمان کی طرف چلے جاتے ہیں۔جہاں بارگارہ ایزدی میں یہ دُعائیں قبول ہوتی ہیں۔اسی بناء پر رمضان کو حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے Navigatorقراردیا ہے۔ اور کیا ہی پیاری تشبیہ دی ہے۔گو تمام تعلیمات اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں آج سے 14سو سال قبل بیان کر دی ہیں۔لیکن ان تمام کو ایک ساتھ ذہن میں رکھنا یا ایک ساتھ ذہن نشین رکھنا مشکل ہوتا ہے۔جس کی نشاندہی کے لئے اللہ تعالیٰ نے مجددین اور علمائے کرام کا سلسلہ جاری فرمایا۔ آج ہمارے پیارے امام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ خطبات کے ذریعہ معارف و محاسن قرآن کی تشریح کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ تک پہنچنے کے لئے صراط مستقیم کی تعیین کرتے رہتے ہیں۔آئیےان کو حرز جان بنا کر رمضان میں اپنے قدم آگے بڑھائیں۔ اللہ تعالیٰ اس کے ذریعہ ملاپ اور میل ملاقات کے سامان آسان کر دے گا۔ان شاء اللہ

(ابوسعید)

****

کرونا جیسی وبا

میرے دردِ دِل کی ہے اِلتجا ، سُن لے اِسے پیارے خُدا
کرے اشک ہر آہ و بقا ، سُن لے اِسے پیارے خُدا
تُو رحیم ہے تُو کریم ہے تُو جلیل ہے تُو قدیر ہے
تُو ہی سُنتا دُکھ کی ہے ہر صدا ، سُن لے اِسے پیارے خُدا
اب رحم کر دے جہان پر اِسے غلبہ دیدے شیطان پر
کرتا یہ قبول ہے ہر خطا ، سُن لے اِسے پیارے خُدا
جو نہ تُو مِلا تو ترا جہاں ہو گا کائنات میں بےنشاں
روتی در پہ تیرے ہے اِلتجا ، سُن لے اِسے پیارے خُدا
کر دُور ساری بلاؤں کو یہ کرونا جیسی وباؤں کو
مانگے بھیک تجھ سے ہے اب شفا ، سُن لے اِسے پیارے خُدا
جگ جانتا ہے کہ یہ بلا ، ہے یہ اس کے عملوں کی ہی سزا
کہتا اب کرے گا سدا وفا ، سُن لے اِسے پیارے خُدا
تیرے در پہ بیٹھا ہے یہ جہاں اِسے مولا دیدے تُو اب اماں
کہیں بُجھ نہ جائے ہر اِک دیا ، سُن لے اِسے پیارے خُدا

عبدالجلیل عبادؔ ۔ جرمنی

طاہر محمود احمد

ایک ماہ کا مہمان رمضان المبارک

رمضان المبارک ایک ایسا مہمان ہے جو ایک سال میں ایک بار روحانی اور جسمانی برکات اپنے ہمراہ لے کر آتا ہے۔ اس کے آنے سے موسمِ بہار کا سا سماں پیدا ہو جاتا ہے۔ نورانیت کا انتشار ہوتا ہے۔ سعید روحیں بیدار ہو کر ترقی کی منازل بڑی سرعت کے ساتھ طے کرتی ہیں۔ دل ودماغ میں محبت اور روشنی چمکتی ہے۔ جذبات صیقل ہوتے ہیں۔ کشتِ تقویٰ کی آبیاری ہوتی ہے۔ روحانی زندگی کی گھما گھمی ہوتی ہے۔ احساس بیدار ہوجاتے ہیں۔غریب بھائیوں کی تنگدستی کا احساس بڑھ جاتا ہے۔ صدقہ و خیرات میں غیر معمولی اضافہ ہوجاتاہے۔ اخوت، باہمی ہمدردی اور مومنانہ ایثار و خلوص کی لہر سارے معاشرہ پر چھا جاتی ہے۔ دعاؤں کی اجابت کے آسمانی دروازے وا ہوجاتے ہیں۔ کشوف و الہام اور رویائے صادقہ کا سلسلہ قائم ہو جاتاہے۔

رمضان کی وجہ تسمیہ

حضرت مسیح موعود علیہ السلام رمضان کی وجہ تسمیہ اور اس کی حکمت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

’’رمض سورج کی تپش کو کہتے ہیں۔ رمضان میں چونکہ انسان اکل و شرب اور تمام جسمانی لذتوں پر صبر کرتا ہے۔ دوسرے اللہ تعالیٰ کے احکام کے لئے ایک حرارت اورجوش پیدا کرتا ہے۔ روحانی اور جسمانی حرارت اور تپش مل کر رمضان ہوا۔ اہل لغت جو کہتے ہیں کہ گرمی کے مہینے میں آیا اس لئے رمضان کہلایا۔ میرے نزدیک یہ صحیح نہیں ہے کیونکہ یہ عرب کے لئے خصوصیت نہیں ہو سکتی۔ روحانی رمضان سے مراد روحانی ذوق و شوق اور حرارت دینی ہوتی ہے۔ رمضان اس حرارت کو بھی کہتے ہیں جس سے پتھر و غیرہ گرم ہوتے ہیں۔ رمضان دعا کا مہینہ ہے۔ شَھْرُ رَمَضَانَ الَّذِیٓ اُنْزِلَ فِیْہِ الْقُرْاٰنُ سے ہی ماہ رمضان کی عظمت معلوم ہوتی ہے۔ صوفیوں نے اس مہینہ کو تنویر قلب کے لئے عمدہ لکھا ہے۔ اس میں کثرت سے مشکافات ہوتے ہیں۔‘‘ (فتاویٰ احمدیہ صفحہ 175)

روزہ تاریخ کے آئینہ میں

تاریخ ادیان کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ روزہ تمام ادیان میں فرض تھا البتہ روزہ کے احکام اس کی پابندیوں اور تعداد میں فرق ہے۔ آج بھی مختلف مذاہب میں روزہ کا رواج پایا جاتا ہے۔

☆ یہود حضرت موسیٰ علیہ السلام کی اِتباع میں روزہ رکھتے ہیں اور اس میں وہ غیر معمولی اہتمام کرتے ہیں چنانچہ حضرت موسیٰؑ کے متعلق بائیبل میں لکھا ہے کہ آپ نے جبل الطور پر چالیس دن کے روزے رکھے تھے۔

’’سو وہ چالیس دن اور چالیس رات وہیں خداوند کے پاس رہا اور نہ روٹی کھائی اور نہ پانی پیا۔‘‘ (خروج)

’’پھر سموئیل نے کہا کہ سب اسرائیل کو مصفاہ میں جمع کرو اور میں تمہارے لئے خداوند سے دُعا کروں گا سو وہ سب مصفاہ میں فراہم ہوئے اور پانی بھر کے خداوند کے آگے انڈیلا اور اس دن روزہ رکھا۔‘‘ (سموئیل نمبر 1 :7/6)

☆ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی روزے رکھا کرتے تھے اور ان کی اِتباع میں آج بھی بعض عیسائی روزہ رکھتے ہیں۔ چنانچہ انجیل میں لکھا ہے۔

’’اس وقت رُوح یسوع کو جنگل میں لے گیا تا کہ ابلیس سے آزمایا جائے اور چالیس دن اور چالیس رات فاقہ کر کے آخر کو اُسے بھوک لگی۔‘‘ (متی 4:2،3)

(یہاں فاقہ سے مراد روزہ ہے)

ایک دفعہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے ان شاگردوں نے دریافت کیا کہ ہم پلید رُوحوں کو کس طرح نکال سکتے ہیں؟ وہ جواب میں فرماتے ہیں: ’’یہ جنس (پلید رُوح) سوائے دُعا اور روزہ کے کسی طرح نہیں نکل سکتی‘‘ (متی 17:12)

یہود نے روزوں میں بعض بدعتیں اور تکلّفات اختیار کر لئے تھے جن میں ریا پایا جاتا تھا۔ اس لئے حضرت عیسیٰؑ نے اپنے حواریوں اور پیرؤں کو روزہ رکھنے کا صحیح طریق بتاتے ہوئے فرمایا۔

’’پھر جب تم روزہ رکھو،ریا کاروں کی مانند اپنا چہرہ اداس نہ بناؤ کیونکہ وہ اپنا منہ بگاڑتے ہیں کہ لوگوں کے نزدیک روزہ دار ٹھہریں۔ میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ وہ اپنا بدلہ پا چکے۔ پر جب تم روزہ رکھو اپنے سر میں تیل لگاؤ اور منہ دھوؤ تا کہ تم آدمی پر نہیں بلکہ اپنے باپ پر جو پوشیدہ ہے روزہ دار ظاہر ہو اور تیرا باپ جو پوشیدگی میں دیکھتا ہے تجھ کو آشکار بدلہ دے۔‘‘ (متی باب6)

☆ قدیم مصریوں میں بھی روزہ کا رواج تھا۔ اگرچہ قدیم مصری مذہب بُت پرستی کا مذہب تھا تاہم اس مذہب کے پَیرو اپنے بتوں کو خوش کرنے کے لئے اور اُن کے غیظ و غضب کو ٹھنڈا کرنے کے لئے روزے رکھا کرتے تھے اور کئی قسم کی جسمانی تکلیفیں اپنے اُوپر وارد کر لیا کرتے تھے۔ اسی طرح اہلِ یونان میں بھی روزہ کا رواج تھا بالخصوص یونانی عورتیں روزہ رکھنے میں خاص اہتمام کیا کرتی تھیں۔ ہندو مذہب میں تو ہر ماہ بعض ’’برت‘‘ یعنی روزے رکھنے کا رواج ہے اور ہندو مذہب کے مذہبی لیڈروں میں چلہ کشی کا رواج تو معروف ہے گو روزوں کی تعداد، احکام اور روزہ کے وقت کے متعلق جملہ اَدیان میں فرق ہے۔

☆ مشرکینِ عرب بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے پہلے جاہلیت کے ایّام میں عاشورہ (دسویں محرم) کے دن روزہ رکھا کرتے تھے کیونکہ اس دن خانہ کعبہ پر نیا غلاف ڈالا جاتا تھا۔

(البخاری کتاب الصّوم)

روزوں کی فرضیت

حضرت رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت کے دوسرے سال ماہ شعبان میں روزے فرض کئے گئے۔ چنانچہ سورۃالبقرہ کی آیات 184 تا 186 میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

اے لوگو جو ایمان لائے ہو! تم پر بھی روزوں کا رکھنا اسی طرح فرض کیا گیا ہے جس طرح تم سے پہلے لوگوں پر فرض کیا گیا تھاتاکہ تم (روحانی اوراخلاقی کمزوریوں سے)بچو۔ تم متقی بن جاؤ۔سو تم روزے رکھو چند گنتی کے دن اور تم میں سے جو شخص بیمار ہو یا سفر میں ہو تو اسے اَور دنوں میں تعداد پوری کرنی ہو گی اور ان لوگوں پر جو (فدیۂ رمضان کی)طاقت رکھتے ہوں ایک مسکین کا کھانا دینا (بطور فدیہ رمضان کے واجب ہے)اور جو شخص پوری فرمانبرداری سے نیک کام کرے گا تو یہ اس کے لیے بہتر ہو گا اور اگر تم عقل رکھتے ہو (تو سمجھ سکتے ہو کہ)تمہارا روزے رکھنا تمہارے لیے بہتر ہے رمضان کا وہ مہینہ ہے جس کے بارے میں قرآن کریم نازل کیا گیا ہے (وہ قرآن) جو تمام انسانوں کے لیے ہدایت (بنا کر بھیجا گیا) ہے اور جو کھلے دلائل اپنے اندر رکھتا ہے (ایسے دلائل) جو ہدایت پیدا کرتے ہیں اور اس کے ساتھ ہی (قرآن میں) الٰہی نشان بھی ہیں اس لیے تم میں سے جو شخص اس مہینہ کو (اس حال میں) دیکھے (کہ نہ مریض ہو نہ مسافر) اسے چاہیے کہ اس مہینے کے روزے رکھے اور جو شخص مریض ہو یا سفر میں ہو تو اس پر اور دنوں میں تعداد پوری کرنی واجب ہو گی۔ اللہ تعالیٰ تمہارے لیے تنگی نہیں چاہتا اور یہ حکم اس نے اس لئے دیا کہ تم تنگی میں نہ پڑو اور تاکہ تم تعداد کو پورا کر لو اور اس پر اللہ کی بڑائی کرو کہ اس نے تم کو ہدایت دی اور تاکہ تم اس کے شکر گزار بنو۔

رمضان المبارک کی فضیلت اور عظمت

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا دَخَلَ رَمَضَانُ فُتِحَتْ أَبْوَابُ السَّمَآءِ وَفِیْ رِوایۃٍ فُتِحَتْ أَبْوَابُ الْجَنَّۃِ وَغُلِّقَتْ اَبْوَابُ جَھَنَّمُ وَسُلْسِلَتِ الشَّیَاطِیْنُ وَفِیْ رِوایۃٍ فُتِحَتِ أَبْوَابُ الرَّحْمَۃِ۔
(مشکوٰۃ المصابیح)

ترجمہ : حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب رمضان آ جاتا ہے تو آسمان کے دروازے کھل جاتے ہیں۔ دوسری روایت میں ہے کہ جنت کے دروازے کھل جاتے ہیں جہنم کے دروازے بند ہو جاتے ہیں۔ شیاطین کو جکڑ دیا جاتا ہے۔ ایک روایت میں ہے کہ رحمت کے دروازے واہو جاتے ہیں۔

عَنْ سَلْمَانَ الْفَارِسِیْ قَالَ خَطَبَنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْ اٰخِرِ یَوْمٍ مِنْ شَعْبَانَ فَقَالَ یَااَیُّھَا النَّاسُ قَدْأَ ظَلَّکُمْ شَھْرٌ عَظِیْمٌ شَھْرٌ مُبَارِکٌ شَھْرٌ فِیْہِ لَیْلَۃٌ خَیْرٌ مِنْ اَلْفِ شَھْرٍ جَعَلَ اللّٰہُ صِیَامَہٗ فَرِیْضَۃً وَقِیَامَ لَیْلِہٖ تَطَوُّعاً مَنْ تَقَرَّبَ فِیْہِ بِخَصْلَۃٍ مِنَ الْخَیْرِ کَانَ کَمَنْ أَدّٰی فَرِیْضَۃً فِیْمَا سِوَاہُ وَمَنْ أَدّٰی فَرِیْضَۃً فِیْہِ کَانَ کَمَنْ أَدّٰی سَبْعِیْنَ فَرِیْضَۃً فِیْمَا سِوَاہُ وَھُوَ شَھْرُ الصَّبْرِ والصَّبْرُ ثَوَابُہُ الْجَنَّۃُ وَشَھْرُ الْمُوَاسَاۃِ وَشَھْرٌ یُزَادُ فِیْہِ رِزْقُ الْمُؤْمِنِ مَنْ فَطَّرَ فِیْہِ صَاءِماً کَانَ لَہٗ مَغْفِرَۃً لِذُنُوْبِہٖ وَ عِتْقَ رَقَبَتُہٗ مِنَ النَّارِ وَکَانَ لَہٗ مِثْلُ أَجْرِہٖ مِنْ غَیْرِ اَنْ یَنْتَقِصَ مِنْ أَجْرِہٖ شَیْءٌقُلْنَا یَارَسُوْلَ اللّٰہِ لَیْسَ کُلُّنَا نَجِدُ مَاتفطّرُ بِہِ الصَّاءِمَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یُعْطِی اللّٰہُ ھٰذَا الثَّوَابَ مَنْ فَطَّرَ صَاءِماً عَلٰی مَذَقَۃِ لَبَنٍ اَوْتَمْرَۃٍ اَوْشَرْبَۃٍ مِنْ مَاءٍ۔ وَمَنْ أَشْبَعَ صَاءِماً سَقَاہُ اللّٰہُ مِنْ حَوْضِیْ شَرْبَۃً لَایَظْمَأُ حَتّٰی یَدْخُلَ الْجَنَّۃَ وَھُوَ شَھْرٌ أَوَّلُہٗ رَحْمَۃٌ وَ أَوْسَطُہٗ مَغْفِرَۃٌ وَآخِرُہٗ عِتْقٌ مِنَ النَّارِ وَ مَنْ خَفَّفَ عَنْ مَمْلُوْکِہٖ فِیْہِ غَفَرَاللّٰہُ لَہٗ وَ أَعْتَقَہٗ مِنَ النَّارِ۔ (مشکوٰۃ المصابیح)

ترجمہ: حضرت سلمان فارسیؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ماہِ شعبان کے آخری روز خطبہ ارشاد فرمایا۔ حضرت ﷺ نے فرمایا۔ اے لوگو! کل تم پر ایک بڑا عظمت والا مہینہ چڑھنے والا ہے۔ وہ بابرکت مہینہ ہے۔ اس مہینہ میں ایک ایسی رات بھی ہے جو ہزار مہینہ سے بہتر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس مہینہ کے روزے فرض قرار دیئے ہیں اوراس کی راتوں میں قیام (تہجد) کو خاص نفلی عبادت قرار دیا ہے۔ جو شخص اس مہینے میں کوئی نفلی نیکی بجا لاتا ہے تاکہ اسے قربِ الٰہی نصیب ہو اس نے گویا دوسرے مہینوں میں فرض ادا کر دیا ہے اور جو شخص اس مہینہ میں فرض اداکرتا ہے اس نے گویا کہ ستّر سال کے فرائض ادا کر دیئے۔ یہ صبر کا مہینہ ہے اور صبر کا اجر جنت ہے۔ یہ باہمی ہمدردی کا ایسا مہینہ ہے جس میں مومن کے رزق میں زیادتی کی جاتی ہے۔ جو شخص اِس ماہ میں کسی روزہ دار کی اِفطاری کرواتا ہے اس کے گناہ بخشے جاتے ہیں اور اس کی گردن جہنم سے آزاد ہو جاتی ہے اور اُسے روزہ دار ہی کی طرح ثواب ملتا ہے ہاں روزہ دار کے

اجر میں کوئی کمی نہیں ہوتی۔ راوی کہتے ہیں کہ ہم نے عرض کیا یارسول اللہ ہرایک شخص کو یہ توفیق کہاں کہ وہ روزہ دار کی افطاری کرا سکے۔ حضورؐ نے فرمایا یہ ثواب تو اللہ تعالیٰ ہر اُس شخص کو دیتا ہے جو کسی روزہ دار کی افطاری دودھ کے گھونٹ سے یا کھجور سے یا پانی کے گھونٹ سے کرواتا ہے ہاں جو روزہ دار کو پوری طرح سیر کرتا ہے اس کو تو اللہ تعالیٰ میرے حوضِ کوثر سے ایسا پلائے گا کہ اُسے جنت میں داخل ہونے تک پیاس نہ لگے گی۔ حضورؐ نے فرمایا یہ ایسا مہینہ ہے جس کا پہلا حصہ رحمت، درمیانی مغفرت اور آخری حصہ جہنم سے آزادی ہے۔ اس مہینہ میں جو شخص اپنے غلام یا خادم کے کام میں تخفیف کرے گا‘ اللہ تعالیٰ اسے بخشش عطا فرمائے گا اور جہنم سے آزادی بخشے گا۔

روزہ کے اغراض ومقاصد

اللہ تعالیٰ نے روزہ کے 3مقاصد قرآن میں بیان فرمائے ہیں۔

1۔ لَعَلَّکُمْ تَتَّقُوْنَ۔ تاکہ تم خدا تعالیٰ سے ڈرتے ہوئے اخلاق اور اجتماعی کمزوریوں سے بچو۔

تقویٰ کا حصول روزہ سے اِس طرح ہوتا ہے کہ جب ایک مسلمان کے قلب میں خشیت اللہ پیدا ہوتی ہے تو برے کاموں سے نفرت پیدا ہو جاتی ہے اور اچھے کاموں کی طرف رغبت اور میلان ہو جاتا ہے کیونکہ متقی شخص وہ ہوتا ہے جس کی زندگی اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولؐ کی مرضی سے مطابق ہو۔

2۔ وَلِتُکَبِّرُوا اللہ علٰی مَاھَدٰیکُمْ تا کہ اللہ تعالیٰ کی رہنمائی کے مطابق اس کی عظمت بیان کرو۔

روزہ سے دوسری غرض اللہ تعالیٰ کی بڑائی کا اعتراف ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اَور کی عبادت کا تصور بھی دل میں نہ آئے اور حقیقی توحید کا زبان اور دل سے اعتراف کرتے ہوئے اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کی بڑائی کے لئے وقف کر دے۔ یہی وجہ ہے کہ جب رمضان کے روزے ختم ہو جاتے ہیں تو عید الفطر کی نماز کی تقریب میں کثرت سے تکبیرات کہنے کا ارشاد ہے۔ اللہ اکبر، اللہ اکبر، لاالٰہ الااللہ واللہ اکبر، اللہ اکبر وللہ الحمد۔

3۔ لَعَلَّکُمْ تَشْکُرُوْنَ تا کہ تم اس کا شکر کرو۔

تیسری غرض روزوں سے اظہارِ شکر ہے۔ عربی زبان میں شکر کے معنے قدر کرنے اور پورا حق ادا کرنے کے ہیں۔ خدا تعالیٰ کا حقیقی شکریہ ہے کہ انسان کے جملہ اعضاء دماغ، دل، زبان، آنکھ، کان، ہاتھ، پاؤں وغیرہ اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق کام کریں اور ان اعضاء سے جائز کام لیا جائے تب ایک انسان کہہ سکتا ہے کہ میں خدا تعالیٰ کا شکر گزار بندہ ہوں۔

روزوں کے طبّی فوائد

روزے انسانی قلب و روح سے فاسد مادوں کو زائل یادرست کرنے کا اس قدر کامیاب ذریعہ ہیں جس کی نظیر نہیں ہو سکتی۔ روزے کی افادیت کو واضح کرتے ہوئے مشرق کے معروف طبیب علامہ قرشی ایک مقام پر فرماتے ہیں کہ اگر فضلے کو بدن میں رہنے دیا جائے تو اپنی کمیّت اور کیفیت کی بناء پر مختلف امراض کا موجب بنتا ہے لہٰذا اس کا اخراج لازمی ہے۔ فضلے کا اخراج اگر ادویات سے کیا جائے تو اکثر اوقات ادویات کے مضر اثرات سے فاسد مادہ کے ساتھ صالح مواد بھی ضرور خارج ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جلاب کے بعد کمزوری سی محسوس ہو تی ہے اور جہاں تک روزہ دار کے جسم کی حرارت کا تعلق ہے یہ حرارت اکثر اوقات اتنی بڑھ جاتی ہے کہ موادِ ردّیہ کو جلانے اور اسے ختم کرنے میں اعانت کرتی ہے۔اگر موادِ ردّیہ تحلیل ہو گئے تو مختلف قسم کے جراثیم کی جڑ کٹ گئی یا انسان صحیح معنوں میں لعلّکم تتقّون کا عامل یعنی متقی اور پرہیزگار بن گیا۔

روزہ دار کے لئے روزہ اور قرآن کریم کی شفاعت

عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عَمْرٍ و اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الصِّيَامُ وَالْقُرْاٰنُ يُشَفِّعَانِ لِلْعَبْدِ يَقُوْلُ الصِّيَامُ اَىْ رَبِّ اِنِّيْ مَنَعْتُهُ الطَّعَامَ وَالشَّهَوَاتِ بِالنَّهَارِ فَشَفِّعْنِيْ فِيْهِ وَيَقُوْلُ الْقُرْاٰنُ مَنَعْتُهُ النَّوْمَ بِاللَّيْلِ فَشَفِّعْنِيْ فِيْهِ فَيُشَفَّعَانِ۔ (البیہقی)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمرو سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ روزہ اور قرآن مجید کی شفاعت مومن کے بارے میں قبول کی جائے گی۔ روزہ کہے گا اے میرے رب! میں نے اس مومن کو کھانے اور شہوات سے دن کے وقت روکے رکھا تو اس کے بارے میں میری سفارش قبول فرما۔ قرآن مجید کہے گا کہ میں نے رات کے وقت اسے نیند سے بازرکھا اس کے بارے میں میری سفارش منظور فرمایا۔ پس ان دونوں کی سفارش قبول کی جائے گی۔

روزوں کا اجر و ثواب

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلُّ عَمَلِ ابْنِ آدَمَ يُضَاعَفُ الْحَسَنَةُ بِعَشْرِ أَمْثَالِهَا إِلَى سَبْعِ مِائَةِ ضِعْفٍ مَا شَاءَ اللّٰهُ، يَقُولُ اللّٰهُ إِلَّا الصَّوْمَ فَإِنَّهُ لِي وَأَنَا أَجْزِي بِهِ، يَدَعُ شَهْوَتَهُ وَطَعَامَهُ مِنْ أَجْلِي، لِلصَّائِمِ فَرْحَتَانِ فَرْحَةٌ عِنْدَ فِطْرِهِ، وَفَرْحَةٌ عِنْدَ لِقَاءِ رَبِّهِ، وَلَخُلُوفُ فَمِ الصَّائِمِ أَطْيَبُ عِنْدَ اللّٰهِ مِنْ رِيحِ الْمِسْكِ

(سنن ابن ماجہ۔ باب ماجاء فی فضل الصیام)

ترجمہ۔حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ابن آدم کے ہر عمل کا بدلہ دس گنے سے سات سَو گنے تک بڑھایا جاتا ہے۔ لیکن خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ روزہ میرے لئے ہے اس کی جزا میں خود دوں گا (یعنی اس کے بدلہ کی کوئی حد نہیں ہے بلکہ غیر محدود ہے) روزہ رکھنے والا اپنی خواہش اور اپنا کھانا میرے لئے چھوڑ دیتا ہے۔ روزہ رکھنے والے کے لئے دو خوشیاں ہیں۔ ایک خوشی افطار کے وقت اور دوسری خوشی اپنے رب کی ملاقات کے وقت۔ روزہ دار کے مُنہ کی خوشبو اللہ کے نزدیک خالص کستوری سے بھی بہتر ہے۔

رمضان المبارک کی تین اجتماعی برکات

روزہ رکھنے کے ساتھ ساتھ شریعتِ اسلامیہ نے ضروری قرار دیا ہے کہ روزہ دار ہمہ وقت تلاوتِ قرآن کریم، نوافل، ذکرِ الٰہی اور دعاؤں میں مشغول رہے۔ ہر قسم کی لغو بات اور لغو عمل سے اجتناب اختیار کرے۔ اسلام نے انفرادی برکات کے علاوہ اجتماعی طور پر بھی رمضان کے ساتھ بعض برکات کو مخصوص کر دیا ہے جو درج ذیل ہیں۔

پہلی برکت نماز تراویح: قرآن مجید نے آنحضرتﷺ کے لئے نماز تہجد کو ضروری قرار دیا ہے۔ آپؐ کے صحابہؓ بھی حضورؐ کے نقش قدم کی پیروی میں تہجد پڑھا کرتے تھے۔ تہجد کی نماز پانچ فرض نمازوں کے علاوہ ہے جو سونے سے بیدار ہو کر طلوعِ فجر سے پہلے پہلے پڑھی جا سکتی ہے۔ یہ انفرادی نماز خلوت اور تنہائی کی مناجات ہے جو بندہ اپنے رب سے کرتا ہے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم زندگی بھر لمبے قیام و رکوع و سجود کے ساتھ نماز تہجد پڑھتے رہے حتّٰی کہ آپؐ کے پاؤں متورم ہوجاتے تھے۔ احادیث سے ثابت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم تین وتروں کے علاوہ آٹھ رکعت نفل بطور تہجد ادا فرمایا کرتے تھے۔ آخر میں وتر پڑھتے تھے۔ یہ نوافل حضورؐ بالعموم دو دو رکعتوں کی صورت میں پڑھا کرتے تھے۔ احادیث میں مذکور ہے کہ آپؐ نے ان آٹھ نوافل کا رمضان اور غیر رمضان میں التزام فرمایا ہے۔

رمضان قرآن کا مہینہ ہے۔ اس میں بکثرت تلاوتِ قرآن کریم لازمی ہے۔ خود حضرت جبریلؑ اس ماہ میں آپؐ کے ساتھ قرآن مجید کا دَور فرماتے تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ماہِ رمضان میں اجتماعی طور پر تلاوت کرتے اور قرآن مجید سُننے کی صورت یوں پیدا فرمائی کہ آپؐ مسجد میں تشریف لائے اور لوگوں نے آپؐ کی اقتداء میں نوافل ادا کئے۔ ایسا صرف دو تین روز ہوا۔ مگر نہایت پُرکیف منظر تھا۔ لوگ چاہتے تھے کہ یہ سلسلہ اسی طرح جاری رہے مگر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم شارع نبی تھے اس لئے آپؐ نے اس کی فرضیت کے احتمال کے پیشِ نظر اجتماعی شکل کو ترک فرما دیا۔ لوگ انفرادی طور پر اپنے اپنے مقام پر تہجد کے وقت نوافل میں تلاوتِ قرآن کریم کرتے تھے۔ کچھ لوگ عشاء کے بعد بھی یہ نوافل پڑھ لیتے تھے۔ عہد فاروقی میں یہ طریق منظم ہو گیا کہ ایک امام کی اقتداء میں رمضان میں سارا قرآن مجید سُنایا جائے۔ یہ نوافل تراویح قرار پائے اور بالعموم عامۃ الناس کی سہولت کے پیش نظر بعدنماز عشاء یہ نوافل پڑھے جانے لگے اور آج چودہ صدیاں بیت چکی ہیں کہ دنیا کے تمام ممالک میں یہ طریق جاری و ساری ہے۔ کتنی شاندار یہ برکت ہے کہ عالم اسلام میں ہر جگہ حُفّاظ اور قاریوں کے ذریعہ سارا قرآن مجید سُنا جاتا ہے۔ یہ بابرکت طریق قرآن مجید کی حفاظت کے لئے بھی ایک بے مثال ذریعہ ہے۔ تمام مساجد میں رمضان کی ہر رات یہ مشاہدہ ہوتا رہتا ہے کہ امام اگر ایک لفظ بھی بھول جاتا ہے تو فوراً مقتدیوں کی طرف سے اس کی تصحیح ہو جاتی ہے۔ اس طریق سے صدہا حُفّاظ بھی پیدا ہوتے رہتے ہیں۔ پس یہ طریق ایک اجتماعی برکت ہے۔ آخری حصہ ٔ شب میں سحری کے وقت تہجد کی نماز اپنی جگہ پر مستقل مناجات کا طریق ہے۔ رمضان المبارک میں روزہ داروں کے لئے اس کا التزام کرنے کا بھی بہترین موقع میسّر آتا ہے۔

دوسری برکت اعتکاف: سارا رمضان ہی روحانی جدوجہد کا مہینہ ہے مگر آخری عشرہ غیر معمولی اہمیت رکھتا ہے۔ یہ دن گویا روحانی پھلوں کے پکنے کے دن ہوتے ہیں۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ان ایّام میں خاص طور پر کمر ہمت کس لیا کرتے تھے اور سب اہل و عیال کو بھی اس روحانیت کی بارش سے پورا حصہ لینے کی تلقین فرماتے تھے۔ قرآن مجید نے رمضان کے آخری عشرہ میں اعتکاف کا ذکر فرمایا ہے۔ اور اس کے لئے احکام بیان فرمائے ہیں۔ معتکف مسجد کے ایک حصہ میں آخری دس روز کے لئے خلوت نشین ہو جاتا ہے۔ وہ از خود شوق سے روزہ دار سے بھی زائد پابندیوں کو قبول کر لیتا ہے۔ دن رات دِرِ محبوب پر دُھونی رما کر بیٹھ جاتا ہے۔ عاجزی، گریہ و زاری اور محبت کے خاص انداز سے قربِ الٰہی پاتا ہے۔

اعتکاف سُنتِ نبویؐ ہے۔ جو شخص اس سُنّت کی پیروی کر سکے اس کے لئے بہت بابرکت ہے۔ یہ خلوت نشینی بھی اُمّت کے نمائندوں کے طور پر آستانۂ الوہیت پر ناصیہ فرسا ہوتے ہیں اور اسلام کے غلبہ، امام جماعت اور اُمت کے افراد کی فلاح و بہبود اور خدمتِ دین بجا لانے والوں کی کامرانی اور کامیابی کے لئے ہمہ وقت دعائیں معتکفین کا شعار ہوتا ہے۔ اس لحاظ سے یہ بھی رمضان کی ایک اجتماعی برکت ہے۔

تیسری برکت لَیْلَۃُ الْقَدْر: اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں لیلۃ القدر کو بہترین رات قرار دیا ہے۔ لیلۃ القدر سے مراد مامور کا زمانہ بھی ہوتا ہے۔ ہر فرد کی حقیقی اور مقبول توبہ کی گھڑی کو بھی صوفیاء نے اس کی لیلۃ القدر قرار دیا ہے۔ اُمت کی ایک اجتماعی عمومی لیلۃ

القدر ہر رمضان میں ہوتی ہے۔ احادیثِ نبویہ میں بتایا گیا ہے کہ یہ رات آخری عشرہ کی طاق راتوں میں سے کوئی ایک ہوتی ہے۔ یہ انوار و افضال کی رات ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی رحمتوں کے دربارِ عام کے دروازے کھلے ہوتے ہیں۔ قبولیت کی خاص گھڑیاں ہوتی ہیں۔ مَطۡلَعِ الۡفَجۡر تک یہ سلسلہ جاری رہتا ہے۔ دعا کرنے والے خاص لذّت سے لطف اندوز ہوتے ہیں۔ دل نورانیت سے بھر جاتا ہے۔ انسان کی کایا پلٹ جاتی ہے۔ اس کا ایک مستحکم اور پائیدار رابطہ ذاتِ اقدس سے قائم ہو جاتا ہے۔ وہ ایک نورانی وجود بن جاتا ہے۔ روح القدس کو حاصل کر لیتا ہے۔ گویا اسے زندگی کا مقصد حاصل ہو جاتا ہے۔ اسی لئے یہ رات اس کی ساری زندگی (الف شَھۡر) سے بہتر رات شمار ہوتی ہے۔

یہ لیلۃ القدر اُمّتِ محمدیہ کے لئے بڑی خیر و برکت کی رات ہوتی ہے۔ ملائکہ اور جبریل کا نزول ہوتا ہے اور انوار کی بارشیں چاروں طرف ہوتی ہیں۔ اس رات کی برکتوں سے مومنوں کے قلوب میں وہی کیفیت پیدا ہو جاتی ہے جو موسمِ بہار میں زرخیز زمینوں پر موزوں بارش ہونے سے پیدا ہوا کرتی ہے۔ اس رات میں قوموں کے عروج وزوال کے فیصلے آسمانوں پر ہوتے ہیں اور زمین پر بروقت ان کا نفاذ ہو جاتا ہے۔ مختصر یہ کہ لیلۃ القدر رمضان کی نہایت ہی بابرکت رات ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا وہ انعام ہے جس سے اُمّتِ محمدیہ مخصوص ہے۔

روزوں کے متعلق مسائل

☆ **چاند دیکھ کر روزے رکھنا:** عَنِ ابۡنِ عُمَرَ قَالَ رَسُوۡلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ لَاتَصُوۡمُوۡا حَتّٰی تَرُ وا الۡھِلَالَ وَلَاتُفۡطِرُوۡا حَتّٰی تَرَوۡہُ فَاِنۡ غُمَّ عَلَیۡکُمۡ فَاقۡدُرُوۡا لَہٗ۔ (مسلم)

ترجمہ۔حضرت ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تک رمضان کا چاند نظر نہ آئے روزے شروع نہ کر اور رمضان کو ختم سمجھ کر روزے ترک نہ کرو جب تک نیا چاند دکھائی نہ دے۔اگر بادل ہوں تو اندازہ کرلو یعنی تیس دن پورے کر کے نئے مہینے کا آغاز سمجھو۔

☆ **سحری کھاتے ہوئے اذان سننا:** عَنۡ اَبِیۡ ھُرَیۡرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوۡلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ اِذَا سَمِعَ النِّدَائَ اَحَدُکُمۡ وَالۡاَنَائُ فِیۡ یَدِہٖ فَلَایَضَعۡہُ حَتّٰی یَقۡضِیَ حَاجَتَہٗ مِنۡہُ (ابوداؤد)

ترجمہ۔حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب سحری کے آخری وقت انسان کے ہاتھ میں کھانے یا پینے کا برتن ہو اور مؤذن کی اذان اس کے کان میں پڑ جائے تو اسے اپنی ضرورت پوری کرکے برتن رکھنا چاہئے۔

☆ **روزہ میں مسواک:** عَنۡ عَامِرِ بۡنِ رَبِیۡعَۃَ قَالَ رَأَیۡتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ مَالَا اُحۡصِیۡ یَتَسَوَّکُ وَھُوَصَائِمٌ ۔ (الترمذی)

ترجمہ: حضرت عامرؓ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اکرم ﷺ کو بے شمار مرتبہ روزہ دار ہونے کی صورت میں مسواک کرتے دیکھا ہے۔

☆ **روزہ دار کا بھول کر کھانا یا پینا:** عَنۡ اَبِیۡ ھُرَیۡرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوۡلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ مَنۡ نَسِیَ وَھُوَصَائِمٌ فَأَکَلَ اَوۡ شَرِبَ فَلۡیُتِمَّ صَوۡمَہٗ فَاِنَّمَا أَطۡعَمَہُ اللّٰہُ وَسَقَاہُ۔ (بخاری و مسلم)

ترجمہ : حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ جو روزہ دار بھول کر کھا لے یا پی لے اسے اپنا روزہ پورا کرنا چاہیے اس کا روزہ نہیں ٹوٹا۔اسے اللہ تعالیٰ نے کھلایا پلایا ہے-

☆ **جھوٹ بولنے والے کا روزہ نہیں ہوتا:** عَنۡ اَبِیۡ ھُرَیۡرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوۡلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ مَنۡ لَمۡ یَدَعۡ قَوۡلَ الزُّوۡرِ وَ الۡعَمَلَ بِہٖ۔ فَلَیۡسَ لِلّٰہِ حَاجَۃٌ فِیۡ اَنۡ یَدَعَ طَعَامَہٗ وَشَرَابَہٗ۔ (البخاری)

ترجمہ:۔حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص روزہ رکھ کر بھی جھوٹ بولنا ترک نہیں کرتا اور جھوٹ پر عمل پیرا ہونا نہیں چھوڑتا اللہ تعالیٰ کو ہرگز ضرورت نہیں کہ وہ شخص یونہی روزہ کے نام پر اپنا کھانا اور پینا چھوڑے۔

☆ **گرمی یا پیاس سے سر پر پانی ڈالنا:** عَنۡ بَعۡضِ أَصۡحَابِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ قَالَ لَقَدۡ رَأَیۡتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ بِالۡعُرۡجِ یَصُبُّ عَلٰی رَأۡسِہِ الۡمَائَ وَھُوَصَائِمٌ مِنَ الۡعَطَشِ اَوۡ مِنَ الۡحَرِّ۔ (البیھقی)

ترجمہ: ایک صحابی بیان کرتے ہیں کہ میں نے عرج مقام پر دیکھا تھا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم روزہ دار ہوتے ہوئے پیاس یا گرمی کی وجہ سے اپنے سر پر پانی بہا رہے تھے۔

☆ **روزہ چھوڑنا:** حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا:۔

’’میری تو یہ حالت ہے کہ مرنے کے قریب ہو جاؤں تب روزہ چھوڑتا ہوں۔ طبیعت روزہ چھوڑنے کو نہیں چاہتی۔ یہ مبارک دن ہیں اور اللہ تعالیٰ کے فضل و رحمت کے نزول کے دن ہیں۔‘‘

(الحکم 24 جنوری 1901ء)

☆ **سفر میں روزہ رکھنا:** حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام سے دریافت کیا گیا کہ سفر کے لئے روزہ کا کیا حکم ہے؟ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ ’’قرآن شریف سے تو یہی معلوم ہوتا ہے کہ فَمَنۡ کَانَ مِنۡکُمۡ مَرِیۡضاً اَوۡ عَلٰی سَفَرٍ فَعِدَّۃٌ مِّنۡ اَیَّامٍ اُخَرَ یعنی مریض اور مسافر روزہ نہ رکھے اس میں امر ہے ۔یہ اللہ تعالیٰ نے نہیں فرمایا کہ جس کا اختیار ہو نہ رکھے۔ میرے خیال میں مسافر کو روزہ نہ رکھنا چاہئے اور چونکہ عام طور پر اکثر لوگ رکھ لیتے ہیں۔ اس لئے اگر کوئی تعامل سمجھ کر رکھ لے تو کوئی حرج نہیں مگر عِدَّۃٌ اَیَّام اُخَر کا پھر بھی لحاظ رکھنا چاہئے۔ سفر میں تکالیف اٹھا کر جو انسان روزہ رکھتا ہے تو گویا اپنے زورِ بازو سے اللہ تعالیٰ کو راضی کرنا چاہتا ہے، اس کی اطاعتِ امر سے خوش نہیں کرنا چاہتا۔ یہ غلطی ہے اللہ تعالیٰ کی اطاعتِ امراورنہی میں سچا ایمان ہے۔‘‘

(مجموعہ فتاوی احمدیہ جلد اوّل 189)

☆ **روزہ کی نیت:** ایک شخص کا سوال پیش ہوا کہ میں مکان کے اندر بیٹھا ہوا تھا اور میرا یقین تھا کہ ہنوز روزہ رکھنے کا وقت ہے اور میں نے کچھ کھا کر روزے کی نیّت کی مگر بعد میں ایک دوسرے شخص سے معلوم ہوا کہ اس وقت سفیدی ظاہر ہو گئی تھی اب میں کیا کروں؟ حضرت نے فرمایا کہ ایسی حالت میں اس کاروزہ ہو گیا دوبارہ رکھنے کی ضرورت نہیں کیونکہ اپنی طرف سے اس نے احتیاط کی اور نیّت میں فرق نہیں۔

(مجموعہ فتاوی احمدیہ جلد اوّل 183)

☆ **روزہ دار کا آئینہ دیکھنا:** ایک شخص کا سوال حضرت اقدسؑ کی خدمت میں پیش ہوا کہ روزہ دار کو آئینہ دیکھنا جائز ہے یا نہیں فرمایا ’’جائز ہے۔‘‘ (مجموعہ فتاوی احمدیہ جلد اوّل 183)

☆ **روزہ دار کا تیل لگانا:** ایک شخص کا سوال پیش ہوا کہ حالتِ روزہ میں سر کو یا ڈاڑھی کو تیل لگانا جائز ہے یا نہیں؟ فرمایا ’’جائز ہے۔‘‘ (مجموعہ فتاوی احمدیہ جلد اوّل 183)

☆ **بیمار کا روزہ رکھنا:** اِسی شخص کا سوال پیش ہوا کہ روزہ دار کی آنکھ بیمار ہو تو اس میں دوائی ڈالنی جائز ہے یا نہیں۔ فرمایا۔ ’’یہ سوال ہی غلط ہے بیمار کے لئے روزہ رکھنے کا حکم نہیں۔‘‘

(مجموعہ فتاوی احمدیہ جلد اوّل 183)

☆ **مسکین کو کھانا کھلانا:** اِسی شخص کا یہ سوال پیش ہوا کہ جو شخص روزہ رکھنے کے قابل نہ ہو اس کے عوض مسکین کو کھانا کھلانا چاہے۔ اس کے کھانے کی رقم قادیان کے یتیم فنڈ میں بھیجنا جائز ہے یا نہیں؟ حضرت اقدسؑ نے فرمایا۔ ’’ایک ہی بات ہے خواہ اپنے شہر میں کسی مسکین کو کھلائے یا یتیم اور مسکین فنڈ مین بھیج دے۔‘‘ (مجموعہ فتاوی احمدیہ جلد اوّل 183)

☆ **روزہ دار کا سُرمہ لگانا:** سوال پیش ہوا کہ روزہ دار آنکھ میں سُرمہ ڈالے یا نہ ڈالے... فرمایا۔ ’’مکروہ ہے اور ایسی ضرورت ہی کیا ہے کہ دن کے وقت سُرمہ لگائے ، رات کو سرمہ لگا سکتا ہے۔‘‘ (مجموعہ فتاوی احمدیہ جلد اوّل 184)

☆ **جو روزہ نہ رکھ سکیں:** سوال:۔ بعض اوقات رمضان ایسے موسم میں آتا ہے کہ کاشتکاروں سے جب کہ کام کی کثرت مثل تخمریزی و رودگی ہوتی ہے۔ ایسے مزدوروں سے جن کا گزارہ مزدوری پر ہے روزہ نہیں رکھا جاتا۔ ان کی نسبت کیا ارشاد ہے ؟فرمایا۔ ’’ہر شخص تقویٰ و طہارت سے اپنی حالت سوچ لے۔ اگر کوئی اپنی جگہ مزدور رکھ سکتا ہے ورنہ مریض کے حکم میں ہے پھر جب یُسر ہو رکھ لے اور عَلَی الَّذِیۡنَ یُطِیۡقُوۡنَہٗ کی نسبت فرمایا کہ معنے یہ ہیں کہ جو طاقت نہیں رکھتے۔‘‘

(مجموعہ فتاوی احمدیہ جلد اوّل 184)

آخر میں دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو رمضان المبارک میں روحانی اور جسمانی برکات حاصل کرنے کی توفیق عطا کرے اور اپنے محبوب بندوں میں داخل کرے۔آمین ثم آمین

ہمارےپیارےامام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے کرونا وائرس سے بچاؤ کی احتیاطی تدابیر اور صفائی کے متعلق ہدایات دیتے ہوئے اپنے خطبہ جمعہ 10۔اپریل 2020میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک اقتباس پیش کیا۔

سب سے مقدم یہ ہے کہ اپنے دلوں کو بھی صاف کرو

اس حوالے سے ایک نظم پیش خدمت ہے۔

صفائی ظاہری بھی ہے ضروری لیکن سنو
اہم ہے اس سے زیادہ دلوں کو صاف کرو

طبیبِ جان کے نسخہ پہ نا ہو تکیہ فقط
طبیبِ روح کا نسخہ دلوں کو صاف کرو

خدا کا نقش اتارو بساؤ دل میں اسے
ہے بندگی کا سلیقہ دلوں کو صاف کرو

نکال پھینکو سبھی نفرتوں کے جالوں کو بھی
اتارو بغضوں کا پردہ دلوں کو صاف کرو

محبتوں میں بدل دو سلوکِ نفرت کو
جگاؤ پیار کا رشتہ دلوں کو صاف کرو

لگاؤ سینے سے اُنہیں خفا ہیں جو تم سے
ہے الفتوں کا یہ نغمہ دلوں کو صاف کرو

حافظ محمد مبرور

محمد انور شہزاد

رسول خدا ﷺ کی مقبول دعائیں

ہمارے پیارے آقا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی زندگی کے ہر لمحے میں ہمیں قبولیت دعا کے نظارے نظر آتے ہیں ان خوبصورت واقعات میں سے چند ایک واقعات پیش خدمت ہیں۔

حضرت طفیل بن عمروؓ ایک معزز انسان اور عقلمند شاعر تھے۔ جب وہ مکہ آئے تو قریش کے بعض لوگوں نے ان سے کہا کہ اے طفیلؓ! آپ ہمارے شہر میں آئے ہیں اور اس شخص محمد ﷺ نے عجیب فتنہ برپا کر رکھا ہے۔(نعوذ باللہ۔) اس نے ہماری جماعت کو منتشر کر دیا ہے۔ وہ بڑا جادو بیان ہے۔ باپ بیٹے، بھائی بھائی اور میاں بیوی کے درمیان اس نے جدائی ڈال دی ہے۔ ہمارے ساتھ جو بیت رہی ہے وہی خطرہ ہمیں تمہاری قوم کے بارہ میں بھی ہے۔ پس ہمارا یہ مشورہ ہے کہ نہ تم اس شخص سے بات کرنا اور نہ اس کی کوئی بات سننا۔ طفیلؓ کہتے ہیں کہ کفار مکہ نے اتنی تاکید کی کہ میں نے یہ ارادہ کر لیا کہ میں اس شخص کی بات نہیں سنوں گا اور کوئی بات کروں گا بھی نہیں۔ لیکن مجھے پتہ تھا کہ آپؐ بیت اللہ میں موجود ہیں تو وہاں جاتے ہوئے میں نے اپنے کانوں میں روئی ڈال لی تاکہ غیر ارادی طور پر بھی آنحضرت ﷺ کی آواز میرے کانوں میں نہ پہنچے۔ کہتے ہیں کہ جب میں بیت اللہ میں پہنچا تو رسول اللہ ﷺ خانہ کعبہ کے پاس کھڑے نماز پڑھ رہے تھے۔میں بھی قریب جا کے کھڑا ہو گیا تو کہتے ہیں کہ آپؐ کی تلاوت کے چند الفاظ کے سوا میں کچھ نہ سن سکا۔مگر جو سنا وہ مجھے اچھا کلام محسوس ہوا۔ میں نے اپنے دل میں کہا ۔ میرا بُرا ہومیں ایک عقلمند شاعر ہوں۔ بُرے بھلے کو خوب جانتا ہوں۔ آخر اس شخص کی بات سننے میں حرج کیا ہے۔ اگر تو اچھی بات ہو گی تو میں اسے قبول کر لوں گا اور بری ہو گی تو چھوڑ دوں گا۔ طفیلؓ کہتے ہیں کہ کچھ دیر انتظار کے بعد جب رسول اللہ ﷺ گھر تشریف لے گئے تو میں آپؐ کے پیچھے ہو لیا۔ جب آپؐ گھر میں داخل ہونے لگے تو میں نے کہا۔ اے محمد ﷺ آپؐ کی قوم نے آپؐ کے بارے میں یہ کہا ہے اور میں اللہ کی قسم دے کے کہتا ہوں کہ مجھے اتنا ڈرایا ہے کہ میں نے اپنے کانوں میں روئی ڈالی ہوئی تھی کہ آپؐ کی بات نہ سن سکوں۔ مگر اللہ تعالیٰ نے پھر بھی مجھے آپؐ کا کلام سنوا دیا اور جو میں نے سنا ہے وہ بہت عمدہ ہے۔ آپؐ خود مجھے اپنے دعوی کے بارے میں بتائیں۔ کہتے ہیں نبی کریم ﷺ نے مجھے اسلام کے بارے میں بتایا اور قرآن شریف بھی پڑھ کر سنایا۔ کہتے ہیں کہ خدا کی قسم میں نے اس سے خوبصورت کلام اور اس سے زیادہ صاف اور سیدھی بات کوئی نہیں دیکھی۔ چنانچہ میں نے اسلام قبول کر لیا اور حق کی گواہی دی اور عرض کیا کہ اے اللہ کے نبیؐ! میں اپنی قوم کا سردار ہوں اور لوگ میری بات مانتے ہیں۔ میرا ارادہ واپس جا کر اپنی قوم کو اسلام کی طرف بلانے کا ہے۔ آپؐ میرے لئے دعا کریں۔ کہتے ہیں اگلے دن جب میں اپنے قبیلے میں پہنچا تو میرے بوڑھے والد مجھے ملنے آئے تو میں نے انہیں کہا کہ آج سے میرا اور آپ کا تعلق ختم ہے۔ والد نے سبب پوچھا۔ میں نے کہا کہ میں نے تو اسلام قبول کرکے محمد ﷺ کی بیعت کر لی ہے۔ والد کہنے لگے کہ اچھا پھر میرا بھی وہی دین ہے جو تمہارا ہے۔ (ان کو اپنے بیٹے کی نیکی اور لیاقت پر یقین تھا)۔ پھر میں نے انہیں کہا کہ غسل کرکے اور صاف کپڑے پہن کر آئیں ۔میں آپ کو اسلام کی تعلیم کے بارے میں کچھ بتاتا ہوں۔ انہوں نے ایسا ہی کیا۔ پھر کہتے ہیں میں نے انہیں اسلام کی تعلیم سے آگاہ کیا۔ پھر کہتے ہیں کہ میری بیوی میرے پاس آئی۔ میں نے اس سے کہا کہ تم مجھ سے جدا رہو، تم سے کوئی تعلق نہیں رہا۔ اس نے وجہ پوچھی۔ میں نے اسے بتایا کہ میں اسلام قبول کر چکا ہوں۔ چنانچہ اس نے بھی سنا اور اسلام قبول کر لیا۔ اس کے بعد کہتے ہیں کہ میں نے اپنے قبیلے دوس کو اسلام کی طرف دعوت دی مگر انہوں نے میری دعوت پر توجہ نہ کی تو میں رسول کریم ﷺ کی خدمت میں مکہ حاضر ہوا اور عرض کی کہ اے اللہ کے نبیؐ! دوس قبیلے کے لوگ اسلام قبول نہیں کرتے۔ آپؐ ان کے خلاف بددعا کریں۔ نبی کریم ﷺ نے ہاتھ اٹھائے اور یہ دعا کی اے اللہ! دوس قبیلے کو ہدایت فرما اور اس وقت نبی کریم ﷺ نے حضرت طفیلؓ کو یہ توجہ بھی دلائی کہ آپ واپس جا کر نرمی اور محبت سے پیغام حق پہنچائیں۔ چنانچہ وہ گئے اور آرام سے تبلیغ شروع کر دی۔ لیکن آگے آتا ہے کہ آنحضرت ﷺ کی دعا کس طرح قبول ہوئی،یہ قبیلہ آنحضرت ﷺ کی دعا کے طفیل جنگ احزاب کے بعد اسلام لایا۔ اس کے بعد پھر طفیل بن عمرؓ مدینہ ہجرت کر آئے اور ان کے ساتھ 70 خاندان اور بھی تھے۔ حضرت ابوہریرہؓ بھی اس قبیلے کے تھے جو ان 70 خاندانوں کے ساتھ مدینہ میں ہجرت کرآئے تھے۔

(السیرۃ النبویۃ لابن ھشام قصۃ اسلام طفیل بن عمرو الدوسی، صفحہ 278-277)

حضرت ابو ہریرہؓ آنحضرتؐ کی دعا کے طفیل اپنی والدہ کے قبول اسلام کا واقعہ یوں بیان کرتے ہیں کہ میری والدہ مشرکہ تھیں اور میں انہیں دعوت اسلام دیا کرتا تھا۔جب ایک دن میں نے انہیں پیغام حق پہنچایا تو انہوں نے آنحضرتؐ کے بارے میں بعض ایسی باتیں کیں جو مجھے ناگوار گزریں تو میں روتا ہوا آنحضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہو ا اور عرض کی کہ میں اپنی والدہ کو دعوت اسلام دیا کرتا تھا اور وہ انکار کر دیتی تھیں۔ اور آج جب میں نے انہیں یہ دعوت دی تو انہوں نے آپؐ کے بارہ میں مجھے ایسی باتیں سنائیں جو مجھے ناپسند ہیں۔ آپؐ دعا کریں کہ اللہ ابو ہریرہؓ کی والدہ کو ہدایت دے دے۔تو رسول اللہؐ نے دعا کی۔ ’’اَللّٰھُمَّ اھْدِ اُمَّ اَبِی ھُرَیْرَۃَ‘‘ کہ اے اللہ تو ابوہریرہؓ کی والدہ کو ہدایت دیدے۔

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ میں آپ ﷺ کی اس دعا کی وجہ سے خوش خوش گھر کے لئے نکلا اورجب گھر کے دروازہ کے پاس پہنچا تو وہ بند تھا اور میری والدہ نے میرے قدموں کی آہٹ سن کر کہا کہ اے ابو ہریرہؓ! وہیں ٹھہرو۔ اسی اثناء میں میں نے پانی گرنے کی آواز سنی۔ آپ بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے غسل کیا، کپڑے بدلے اور دوپٹہ اوڑھ کر دروازہ کھولا اور کہا: اے ابو ہریرہ! اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ میں فوراً آنحضرت ﷺ کی خدمت میں خوشی سے روتے ہوئے حاضر ہوا۔ اور عرض کی مبارک ہو۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی دعا سن لی ہے اور ابو ہریرہؓ کی والدہ کو ہدایت دے دی ہے۔ اس پر آپ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کی اور فرمایا۔ اچھا ہوا ہے۔ تب میں نے عرض کی یارسول اللہؐ! آپؐ اللہ سے یہ دعا بھی کریں کہ وہ مجھے اور میری ماں کو مؤمنین کا محبوب بنا دے اور وہ ہمیں محبوب ہوں۔تب آپ ﷺ نے دعا کی کہ اے اللہ! تُو اپنے اس بندہ ابو ہریرہؓ اور اس کی ماں کو مومنوں کااو ر مؤمنین کو ان کا محبوب بنا دے۔ حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ جس مومن نے مجھے دیکھا بھی نہیں۔ بس میرے بارے میں سنا ہے۔ وہ بھی مجھ سے محبت کرتا ہے۔

(صحیح مسلم ،کتاب فضائل صحابہ باب من فضائل ابی ہریرہؓ)

ایک تو آپؓ کی والدہ کے قبول اسلام کی صورت میں فوری قبولیت دعا کا اثر اور دوسری دعا اس طرح قبول ہوئی کہ بے شمار احادیث حضرت ابوہریرہؓ کی روایت کے ساتھ ہم تک پہنچی ہیں جن کی وجہ سے حضرت ابوہریرہؓ کے لئے دل سے دعا نکلتی ہے۔ آج تک ایک سچا مسلمان جب بھی کسی روایت کو سنتا ہے جو حضرت ابوہریرہؓ کی طرف سے آتی ہے جو اس کی ہدایت کا باعث بنتی ہے تو حضرت ابوہریرہؓ کے لئے دعا بھی نکلتی ہے اور ان کے لئے محبت کے جذبات بھی پیدا ہوتے ہیں۔ جنہوں نے آخری سالوں میں آنے کے باوجود بے شمار روایات ہم تک پہنچائیں اور اس نیک کام کرنے کے لئے کئی کئی دن فاقے برداشت کئے۔ لیکن آنحضرت ﷺ کے در سے اس لئے نہیں اٹھتے تھے کہ کہیں کوئی بات سننے سے رہ نہ جائے۔ پس یہی لوگ تھے جو اللہ اور رسولؐ کی محبت کی وجہ سے مومنوں کے بھی محبوب بن گئے اور اب رہتی دنیا تک انشاء اللہ بنتے چلے جائیں گے۔ حضرت ابوہریرہؓ کو آنحضرت ﷺ کی مجلس میں ہر وقت موجود رہنے اور آپؐ کی بابرکت باتیں سننے اور انہیں یاد رکھنے کا اس قدر شوق تھا کہ جب آپؓ شروع میں آئے ہیں تو ذہن اتنا تیز نہیں تھا۔تمام باتیں یاد نہیں رہتی تھیں تو بڑے فکر مند ہوتے تھے۔ چنانچہ انہوں نے ایک روز اپنی اس کمزوری کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ذکر کیا اور دعا کی درخواست کی۔حضرت ابوہریرہؓ خود ہی بیان کرتے ہیں کہ میں نے ایک دفعہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا کہ یا رسول اللہؐ! مجھے بعض باتیں بھول جاتی ہیں ۔آپؐ نے فرمایا۔ابو ہریرؓ! اپنی چادر پھیلاؤآپؓ نے چادر پھیلا دی، اس میں حضورؐ نے اپنے دونوں دستِ مبارک ڈالے اور دعا فرمائی۔پھر فرمایا یہ چادر اٹھا کر سینہ سے لگا لو۔ کہتے ہیں اس دعا کے بعد بہت ساری باتیں اور حدیثیں میں نے سنیں مگر میں ان میں سے ایک بھی بات نہیں بھولا۔

(ترمذی کتاب المناقب باب مناقب لابی ہریرۃؓ حدیث نمبر3835)

جنگ احزاب میں بڑے بڑے قبائل اکٹھے ہوکر مدینہ پر حملہ آور ہوئے اور مسلمانوں کی اس وقت انتہائی خوف کی حالت تھی۔ اس وقت آپؐ نے مسلمانوں کو فتح اور کفار کی شکست کے لئے دعا کی۔ چنانچہ روایت میں آتا ہے۔ حضرت عبداللہ بن ابی اوفیٰؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے احزاب کے خلاف یہ دعا کی کہ اَللّٰھُمَّ مُنْزِلَ الْکِتَابِ سَرِیْعَ الْحِسَابِ اِھْزِمِ الْاَحْزَابَ اَللّٰھُمَّ اھْزِمْھُمْ وَزَلْزِلْھُمْ۔اے اللہ جو کتاب کو اتارنے والا ہے اور حساب لینے میں بہت تیز ہے تو گروہوں کو شکست دے، اے اللہ انہیں پسپا کر اور ہلا کرر کھ دے۔

(بخاری کتاب المغازی باب غزوۃ الخندق و ھی الاحزاب)

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے آپؐ کی دعاؤں کو قبول فرمایا اور ہم دیکھتے ہیں کہ باوجود بیرونی حملہ اور اندرونی منافقت کے اللہ تعالیٰ نے کس طرح مدد فرمائی۔ وہ لوگ جو مدینے کی اینٹ سے اینٹ بجانے کے لئے آئے تھے کس طرح خائب و خاسر ہو کر واپس چلے گئے۔ منافق قبیلہ کو بھی اللہ تعالیٰ نے نامراد اور برباد کر دیا۔ اس کی مختصر تفصیل اس طرح ہے کہ بنو نضیر کو ان کی غداری کی وجہ سے جب مدینہ سے جلا وطن کیا گیا تو انہوں نے اسلام کے خلاف سب طاقتوں کو جمع کرکے مدینہ پر حملے کاارادہ کیا اور تقریباً10 ہزار سے15 ہزار فوج تیار کرکے مدینہ پر حملہ آور ہوئے اور اس زمانے میں یہ بہت بڑی فوج تھی۔ اس حملے کی خبر پا کر آنحضرت ﷺ نے صحابہؓ سے مشورہ کیا اور حضرت سلمان فارسیؓ کے مشورے کے مطابق مدینہ میں رہ کر مقابلہ کرنے کا فیصلہ ہوا اور اس کے لئے حضرت سلمان فارسیؓ کے مشورے کے مطابق ہی مدینہ کے گرد خندق کھودی گئی تاکہ کوئی دشمن اندر نہ آ سکے۔ اور غربت کا زمانہ تھا۔ خندق کھودنے کے بعد اندر تو محصور ہو گئے لیکن راشن کی کمی کی وجہ سے اور خوراک کی کمی کی وجہ سے مسلمانوں کی حالت بہت نازک تھی۔ تو اس عرصہ میں بھی اللہ تعالیٰ نے کئی نشانات دکھائے اور کئی قبولیت دعا کے واقعات بھی ہوئے، یہ بتانے کے لئے کہ تمہاری دعا قبول ہوئی اور دشمن تمہیں کوئی نقصان نہیں پہنچا سکے گا۔ اللہ تعالیٰ نے آئندہ بڑی بڑی بادشاہتوں کے زیر نگیں ہونے کی خوشخبریاں بھی آپؐ کو دیں۔ چنانچہ جب آپؐ بھوک سے نڈھال تھے ، صحابہؓ کا بھی یہی حال تھا۔ آپؐ نے اور صحابہؓ نے پیٹ

پر پتھر باندھے ہوئے تھے۔ صحابہؓ خندق کھود رہے تھے کہ اس وقت راستہ میں ایک چٹان آ گئی جو ٹوٹ نہیں رہی تھی تو آپؐ نے کدال لے کر وہ چٹان توڑی اور اس توڑنے کے دوران جب آپؐ نے تین دفعہ کدال ماری تو وہ چٹان ٹوٹی۔ اور ہر دفعہ جب آپؐ کدال مارتے تھے تو ایک حکومت کے ملنے کا نظارہ اللہ تعالیٰ آپؐ کو دکھاتا تھا۔ چنانچہ پہلی دفعہ جب آپؐ نے کدال ماری تو کدال مارنے پر آپؐ کو مملکت شام کی چابیاں دی گئیں اور سرخ محلات دکھائے گئے، دوسری دفعہ جب آپؐ نے کدال ماری تو اس پر فارس کی کنجیاں آپؐ کو دی گئیں اور مدائن کے سفید محلات آپ کو دکھائے گئے ۔اور پھر جب تیسری دفعہ آپؐ نے چٹان پر ضرب لگائی تو یمن کی چابیاں آپؐ کو دی گئیں اور صنعاء کے دروازے آپؐ کے لئے کھولے گئے۔ اس وقت آپؐ پر ہنسنے والے ہنستے ہوں گے لیکن اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ نہ صرف اس جنگ جیتنے کی دعا قبول ہوئی ہے بلکہ آئندہ کی حکومتیں ملنے کی بھی میں اطلاع دیتا ہوں۔اس موقع پر آپؐ کی دعا سے خوراک میں برکت پڑنے کا بھی واقعہ ہوا۔ایک صحابی جابر بن عبداللہؓ نے آپؐ کے چہرے پر نقاہت اور بھوک کے آثار دیکھ کر گھر جا کر اپنی بیوی سے پتہ کیا کہ کھانے کی کوئی چیز ہے؟ تو انہوں نے کہا کہ ہاں کچھ جو کا آٹا ہے اور ایک چھوٹی بکری ہے۔ انہوں نے بکری ذبح کی اور انہیں کہا کھانا پکاؤمیں آنحضرت ﷺ کو جا کر اطلاع کرتا ہوں۔ تو بیوی نے کہا کہ زیادہ مہمان نہ آ جائیں۔مجھے ذلیل نہ کروانا۔ آنحضرت ﷺ کو بتا دینا۔ تو جابرؓ آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ کچھ کھانا ہے۔ آ جائیں، تناول فرمائیں۔ آپؐ نے پوچھا کتنا ہے؟ انہوں نے عرض کی کہ ایک چھوٹی سی بکری ہے اور جو کی چند روٹیاں ہیں۔ آپؐ نے فرمایا یہ بہت ہے۔ پھر آپؐ نے آواز دے کر کہا کہ انصاراور مہاجر سارے دعوت پر آ جاؤ۔ حضرت جابرؓ کہتے ہیں کہ میرے ہاتھ پیر پھول گئے، بہت برا حال ہوا لیکن آپؐ نے کہا کہ جاؤ جب تک میں نہ آجاؤں سالن کی ہنڈیا چولہے پر رہنے دینا اور اس کو نہ اتارنا اور نہ روٹی پکانا شروع کرنا۔ پھر آپؐ نے خود آ کر اپنے سامنے روٹی پکوانی شروع کی اورا پنے ہاتھ سے کھانا تقسیم کرنا شروع کیا۔ اور آپؐ کی دعا کی قبولیت کے معجزے سے سب نے سیر ہو کر کھانا کھا لیا۔

(بخاری کتاب المغازی باب غزوۃ الخندق وھی الاحزاب حدیث نمبر 4101)

آپ کی دعا کی قبولیت کے نتیجہ میں بنو قریظہ کی منافقت اور 10 سے 15 ہزار فوج کے باوجود اللہ تعالیٰ نے اس طرح فتح عطا فرمائی کہ دشمن کو اپنی پڑ گئی۔ اس کا مختصر قصہ یوں ہے کہ جب محاصرہ لمبا ہو گیا تو رات کے وقت اتنی سخت آندھی آئی کہ جس نے کفار کے بہت بڑے کیمپ میں جو کھلی جگہ پر تھا کھلبلی مچا دی۔ خیمے اکھڑ گئے، قناتوں کے پردے ٹوٹ کر اڑ گئے، ہنڈیاں جو چولہوں پر پڑی ہوئی تھیں الٹ گئیں اور ریت اور کنکر کی بارش نے لوگوں کے کان ،ناک، آنکھ اور منہ ہر چیز بند کر دیا۔ وہ آگیں جو عرب کے دستور کے مطابق قومی نشان کے طور پر جلائی جاتی تھیں، وہ بجھ گئیں۔ یہ دیکھ کروہم پرست کفار کے حوصلے بہت پست ہو گئے اور جو پہلے ہی ایک لمبے محاصرے کی وجہ سے دلبرداشتہ ہو رہے تھے۔واضح طور پر کوئی چیز سامنے نہیں آ رہی تھی کیونکہ ایک تو لمبا محاصرہ پھر اتنی بڑی فوج،اس کے کھانے پینے اور انتظامات کا سامان ،توان کی بھی کافی بری حالت تھی۔ ان کو اس چیز سے بہت دھکہ لگا۔ چنانچہ ابو سفیان جو اس سارے لشکر کا سپہ سالار تھا، کئی قبیلوں نے مشترکہ طورپر اس کو اپنا سالار بنایا تھا، وہ اپنے لشکر کو لے کر واپس چلا گیا اور ان کے دیکھا دیکھی باقی بھی جانے شروع ہو گئے اور صبح تک یہ میدان بالکل صاف ہو گیا۔ جو مدینہ کی اینٹ سے اینٹ بجانے آئے تھے، خود ان کو اپنی پڑ گئی اور چلے گئے۔ چنانچہ جب یہ ہو گیا تو حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اس کے بعد یہ دعا کرتے تھے اور اس وقت کی کہ لَااِلٰہَ اِلَّااللّٰہُ وَحْدَہٗ اَعَزَّ جُنْدَہٗ وَنَصَرَ عَبْدَہٗ وَغَلَبَ الْاَحْزَابَ وَحْدَہٗ فَلَا شَیْءَ بَعْدَہٗ کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں جو اکیلا ہے اس نے اپنے لشکر کو عزت دی اور اپنے بندے کی مدد کی اور اکیلے ہی احزاب کو مغلوب کیا، اس کے سوا اور کچھ بھی نہیں ہے۔

(بخاری کتاب المغازی باب غزوۃ الخندق وھی الاحزاب حدیث نمبر 4114)

ایک وقت تھا جب دشمن مکہ میں آپؐ کو ختم کرنے کے درپے تھا۔ اس کے ظلم سے تنگ آ کر آپؐ اور مسلمانوں نے مکہ سے ہجرت کی لیکن پھر مدینہ میں بھی دشمن حملہ آور ہوتے رہے۔ جنگ بدر میں یہ لوگ جس طرح حملہ آور ہوئے اس میں بھی آپؐ نے بدر کے دن دعا کی کہ اگر آج مسلمان شکست کھا گئے تو کفار نے ان میں سے پھر کسی ایک کو بھی زندہ نہیں چھوڑنا اور پھر اے خدا! تیرا نام لیوا دنیا میں کوئی نہیں رہے گا۔ اللہ تعالیٰ نے دعا قبول کرتے ہوئے تسلی دی کہ فکر نہ کرو، فتح تمہاری ہے اور غلبہ اسلام کا ہے اِنْ شَآءَ اللّٰہُ تَعَالیٰ۔ اور تاریخ شاہد ہے کہ دشمن نے عبرتناک شکست کھائی۔اوربدر کی جنگ میں دشمن کے سردار واصل جہنم ہوئے۔پھر اُحد کی جنگ ہوئی اور باوجود دشمن کے حق میں پانسہ پلٹنے کے اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو بہت بڑے نقصان سے محفوظ رکھا۔ اللہ تعالیٰ تسلی دیتا ہے کہ جب ایک تھے تو اے محمد ﷺ دشمن تیرا کچھ نہیں بگاڑ سکے۔ اے میرے پیارے نبیؐ میں تو تیری پہلے دن کی دعائیں سن چکا ہوں اور ان کو قبولیت کا درجہ دے چکا ہوں اور تمہیں خوشخبری دیتا ہوں کہ یہ دین اب قیامت تک ختم ہونے والا نہیں بلکہ تمام دینوں پر غالب آنا ہے۔ایک روایت میں آتا ہے۔ حضرت ابن عباسؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا میرے سامنے گزشتہ امتیں پیش کی گئیں، میں نے دیکھا کہ کسی نبی کے ساتھ ایک گروہ ہے اور کسی کے ساتھ چند افراد ہیں اور کسی نبی کے ساتھ 10 افراد ہیں اور کسی نبی کے ساتھ 5افراد ہیں اور کوئی نبی اکیلا ہی ہے۔ اسی اثناء میں میں نے ایک بڑا گروہ دیکھا، میں نے پوچھا اے جبریلؑ! کیا یہ میری امت ہے ؟ اس نے جواب دیا کہ نہیں بلکہ آپ افق کی طرف دیکھیں، جب میں نے نظراٹھائی تو کیا دیکھتا ہوں کہ لوگوں کا ایک ٹھاٹھیں مارتا ہوا سمندر ہے۔ مسلم کی ایک دوسری روایت میں یہ بھی آتا ہے کہ مجھے کہا کہ دوسری طرف بھی افق پہ دیکھو، جب ادھر دیکھا تو وہاں بھی لوگوں کا ایک ٹھاٹھیں مارتا ہوا سمندر تھا۔ تو جبریلؑ نے مجھے بتایا کہ یہ آپ کی امت ہے اور ان میں 70ہزار لوگ ایسے ہیں جو بلا حساب اور بغیر سزا کے جنت میں داخل ہوں گے۔ میں نے پوچھا یہ کیوں؟ تو جبریلؑ نے جواب دیا کہ یہ وہ لوگ ہیں جو دم درود نہیں کرتے اور نہ ہی بدفال لیتے ہیں بلکہ اپنے رب پر توکل کرتے ہیں۔ اس پرعکاشہ بن محصنؓ کھڑے ہو گئے اور عرض کیا اے اللہ کے رسولؐ دعا کیجئے کہ اللہ تعالیٰ مجھے بھی ایسے لوگوں میں شامل فرمائے۔ نبی کریم ﷺ نے دعا کی کہ اے اللہ تو اسے ان لوگوں میں شامل کر دے۔ اس پر ایک اور شخص کھڑا ہوا اور کہا کہ دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ مجھے بھی ان لوگوں میں شامل کر دے۔ حضور نے فرمایا عکاشہؓ تم پر سبقت اور پہل حاصل کر چکا ہے۔

(بخاری کتاب الرقاق باب یدخل الجنۃ سبعون الفا بغیر حساب حدیث نمبر 6541)

پس یہ پیشگوئی ہے جس میں آپؐ کی دعاؤں کی تاقیامت قبولیت کا نظارہ دکھایا گیا ہے۔ آپؐ کو جنگ احزاب میں تو تین بڑی طاقتوں کی کنجیاں دی گئی تھیں۔ یہاں اللہ تعالیٰ بتا رہا ہے کہ تمام دنیا کی اکثر آبادی آپؐ کی امت میں شامل ہو گی۔ اس میں یہ پیشگوئی بھی ہے کہ آپؐ کی امت میں تاقیامت نیکیوں پر قائم رہنے والے اور صالح عمل کرنے والوں کی بڑی تعداد موجود رہے گی اور آپؐ کو تسلی دلائی ہے کہ آپؐ کی دعاؤں کا اثر تاقیامت آپؐ کی سچی پیروی کرنے والوں کو پہنچتا رہے گا، آپؐ کی دعاؤں سے وہ حصہ لیتے رہیں گے۔ اور آپؐ نے یہ بھی نصیحت کر دی کہ صرف میری دعا سے ہی نہیں بلکہ نیک اعمال کرکے ان نیک لوگوں میں شامل ہونے کی کوشش کرو جو بغیر حساب جائیں گے۔ تمہارے نیک عمل اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو جذب کرنے والے ہوں اور وہ تمہاری غلطیوں سے صرف نظر کرتے ہوئے تمہیں جنت میں ڈال دے، کوشش کرو کہ اس کے فضلوں کو جذب کرو۔ اللہ تعالیٰ ہمیں یہ مقام حاصل کرنے کی توفیق عطا فرمائے، ہمیں جتنی دعاؤں کی طرف توجہ پیدا ہو گی اتنی زیادہ اور اتنی جلدی ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعاؤں سے حصہ لیتے چلے جائیں گے، ان برکات کے وارث بنتے چلے جائیں گے جو آنحضرت ﷺ کی سچی پیروی کرنے والوں کا حصہ ہیں۔اتنی جلدی ہم دشمن اسلام کو خائب و خاسر ہوتا دیکھ لیں گے، اتنی جلدی ہم فرعونوں اور ہامانوں کی تباہی کے نظارے دیکھ لیں گے۔ پس فانی فی اللہ کی دعاؤں سے فیض پانے کے لئے اپنی حالتوں کو اللہ تعالیٰ کے حکموں کے مطابق کرتے ہوئے اس کے آگے جھکتے چلے جانے کی کوشش کرنی چاہیے۔ اللہ تعالیٰ سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔

(ماخوذ از خطاب حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز)

کیا کہتا ہے 'کورونا' محسوس کیا لوگو

کیا کہتا ہے 'کورونا' محسوس کیا لوگو
اللہ سے غفلت پر ملتی ہے سزا لوگو
کس جُرم پہ حشر اُٹھا ہر سمت مصائب ہیں
غصّے میں بھرا ہے وہ کچھ غور کیا لوگو
طوفانِ حوادث ہیں منہ پھاڑے ہوئے ہر جا
وہ رحم کا عادی ہے کیا اُس کو ہوا لوگو
اُلٹاتا ہے کیوں مولا بستی ہوئی بستی کو
پکڑی نہیں کیوں عبرت کیا تم کو ہوا لوگو
وہ کون سی لعنت ہے جس کو نہیں اپنایا
بے راہ روی پر وہ ہوتا ہے خفا لوگو
قرآن میں جو باعث لکھے ہیں عذابوں کے
سب آج ہوئے یکجا کیا ہم کو ہوا لوگو
اک قوم تبہ کر کے لے آتا ہے وہ دوجی
سوچو تو کسی نے تھا اِنذار کیا لوگو
پہلے وہ جگاتا ہے سو بار جگاتا ہے
پھر بھی نہ اگر جاگیں دیتا ہے سُلا لوگو
ہر سمت فحاشی کا عریانی کا سونامی
لا دینی کا سونامی ہے در پہ کھڑا لوگو
اب کشتی مسیحا کی طوفاں سے بچائے گی
جب فیصلہ آ جائے پھر کون بچا لوگو

امۃ الباری ناصر۔امریکہ

عبدالباسط شاہد ۔ لندن

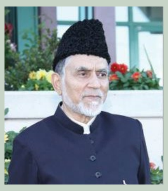

بے پناہ کام کرنے کا جذبہ

قومی ترقی وخوشحالی کے لئے وقت کی قدروقیمت کو سمجھنا اور اپنے وقت کو بہترین طریق پر مفید اور نتیجہ خیز کاموں میں صرف کرنا انتہائی ضروری اور لازمی ہے ۔

سوانح فضلِ عمر میں حضرت صاحبزادہ مرزا طاہر احمد (خلیفۃالمسیح الرابعؒ)حضورؓ کی خلافت کے ابتدائی ایام کی مصروفیات کا نقشہ کھینچتے ہوئے فرماتے ہیں ۔

یہ ایام حضرت خلیفۃالمسیح الثانیؓ کے لئے انتہائی مصروفیت کے ایام تھے ۔دشمن کے بیرونی حملے ایک طرف اور کئی اپنے کہلانے والوں کی طرف سے طرح طرح کی اذّیتیں دوسری طرف۔ غیرمبائعین نے تو احمدیت کا مشن ہی یہ سمجھ رکھا تھا کہ کسی طرح مبائعین کی شاخ کو یکسر کاٹ ڈالا جائے اور حضرت مرزا محمود احمدؓ کو ناکام و نامراد کر کے دکھایا جائے ۔گویا نعوذ باللہ یہی احمدیت کے قیام اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مشن کی غرض و غایت تھی ۔اِن کے اعتراضات کے جواب دینا ۔جماعت کو ان کے زہریلے پروپیگنڈے سے مامون و محفوظ رکھنا ۔نئی جماعتوں کے ایمان کی تقویت کے سامان پیدا کرنا ۔ جماعت کے بکھرے ہوئے شیرازہ کواز سرِ نو مجتمع کرنا ۔ خلافت کی اہمیت اور اصل منصب کو جماعت پر واضح کرنا ۔ کثرت سے آنے والے زائرین سے ملاقاتیں کرنا اور خطوط کا جواب دینا ۔ درسِ قرآنِ کریم اور پانچ وقت نماز کی امامت کے علاوہ رات کو تہجد میں گریہ وزاری اوران کے لئے دُعائیں کرنا۔ انجمن کے ایسے ممبران کی پیدا کردہ مشکلات کا ازالہ کرنا جو بیعت خلافت میں داخل نہ تھے اس کے علاوہ جماعت کی ترقی کے لئے کئی عارضی اور مستقل اقدامات کرنا۔ غیراز جماعت اور غیر مسلم زائرین کے سوالات اور اعتراضات کے جواب زبانی اور تحریری طورپر دینا ۔ غرضیکہ آپ کی زندگی ایک مصروف ترین انسان کی زندگی تھی ۔ اللہ اللہ 25 برس کی عمر میں کتنے بوجھ تھے جو اسلام کے غم میں آپ نے اپنے نوجوان کندھوں پر اٹھا لئے تھے۔ اس ایک دکھ کے لئے کتنے دکھ تھے جو آپ کے جواں سال دل میں سماگئے ۔ کتنے فکر تھے جو ہجوم کر کے آئے اور آپ کے ذہن کی فضا پر چھا گئے۔ ...لیکن اس میں آپ کا اختیار بھی کیا تھا۔یہ علیم و خبیر خُدا کا انتخاب تھا ۔جس نے یہ گراں قدر امانت آپ کے سپُرد کی ۔اس عظیم ذمہ داری کا لباس خُدا نے ہی آپ کو پہنایا تھا ۔ پس ممکن نہ تھا کہ کوئی انسان آپ سے یہ لباس چھین سکے اور حق یہ ہے کہ آپ کا ہر سانس آخر دم تک اس عہد کے نبھانے میں گزرا ۔اور زندگی کی آخری رمق تک آپ اس پر قائم رہے ۔یہ تو زندگی بھر نفس نفس کا ساتھ تھا جسے ہر طور نبھانا تھا ۔دکھ میں بھی اور آرام میں بھی، صبح اور شام ،دن اور رات خلافت کی عظیم ذمہ داریوں کو سینے سے لگائے دل و جان سے عزیز تر کئے ہوئے زندگی کی آخری سانس تک آگے ہی آگے بڑھنا تھا۔

آپ نے ایسے ہی کیا اور زندگی کی آخری رمق تک ایسا ہی کئے چلے گئے اور ہر صبح اور ہر شام نے گواہی دی کہ خُدا کا انتخاب غلط نہ تھا ۔آپ لَا یُکَلِّفُ اللّٰہُ نَفۡسًا اِلَّا وُسۡعَہَا کے الٰہی فرمان کی ایک زندہ اور مجسم تفسیر بن گئے۔ (سوانح فضلِ عمر جلد دوم صفحہ 26)

حضرت مصلح موعودؓ کی مصروفیات کے متعلق حضرت چوہدری محمد ظفراللہؓ خان مرحوم نے ایک بڑا دلچسپ اور پیارا واقعہ بیان فرمایا ہے جس سے حضورؓ کی سیرت کے اور بھی کئی دلکش پہلو نمایاں ہوتے ہیں ۔آپؓ فرماتے ہیں ۔ ’’ڈیوک آف ونڈسر جو اس وقت پرنس آف ویلز اور تخت برطانیہ کے وارث تھے جس پر وہ کبھی براجمان نہ ہو سکے کیونکہ ایڈورڈ ہشتم کی حیثیت میں وہ رسمِ تخت نشینی سے قبل ہی دستبردار ہو گئے ۔ وہ 1922ء میں ہندوستان تشریف لائے۔ لاہور میں ان کے قیام کے دوران حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ اور جماعت کی طرف سے ان کی خدمت میں ایک کتاب تحفہ کے طور پر پیش کی گئی۔ جس کا نام ’’تحفہ شہزادہ ویلز‘‘ تھا۔‘‘

اس کتاب میں آپؓ نے تعلیماتِ اسلامی کی اسلام کے زندہ مذہب ہونے کی حیثیت میں نہایت واضح اورمدلل تشریح فرمائی تھی نیز اس کے آخر میں انہیں اسلام قبول کرنے کی دعوت بھی دی تھی۔ اصل کتب حضرت صاحب نے اردو میں رقم فرمائی اور مسودہ کی ایک نقل مجھے لاہور ان ہدایات کے ساتھ ارسال فرمائی کہ میں اس کا جس قدر بھی جلد ممکن ہو سکے انگریزی میں ترجمہ کروں اور پھر ترجمہ کو نظر ثانی کی لئے قادیان لے جاؤں ۔ میں نے پانچ دنوں میں اس ترجمہ کو مکمل کر لیا اور اسے لے کر قادیان چلا گیا۔وہاں دو دن اس کی نظر ثانی پر صرف کئے گئے۔ نظر ثانی کرنے والے احباب کا بورڈ خود حضرت صاحبؓ، حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمدؓ مرحوم، مولوی شیر علیؓ مرحوم اور ہمارے معزز بھائی مولوی محمد دینؓ پر مشتمل تھا۔ ہم روزانہ نماز فجر کے بعد جب کہ ابھی سورج نمودار ہونے میں ایک گھنٹہ باقی ہوتا ہے کام شروع کر دیتے تھے اور نماز عشاء تک ماسوائے کھانوں اور نمازوں کے وقفہ کے لگاتار جاری رکھتے۔ہم اس کمرہ میں کام کیا کرتے تھے جو مسجد مبارک کی چھت پر شمالی جانب سے کھلتا ہے۔ کھانا حضور ایدہُ اللہ کے گھر سے آتااور اسی کمرہ میں کھایا جاتا تھا جہاں ہم کام میں مصروف تھے۔ ہم صرف نمازوں کے اوقات میں کمرے سے باہر نکلتے اور ایک دوسرے سے جدا ہوتے تھے۔ یہ مجلس چند ضروری وقفوں کے علاوہ تقریباً سترہ گھنٹے روزانہ رہتی تھی ۔محنت و سرگرمی اور انہماک کے وہ دو دن جو بیک وقت پُرمسرت و پُرسکون تھے کبھی فراموش نہیں کر سکتا۔....حضرت صاحب بذاتِ خود گو ہر تیزی سے گزرنے والے لمحے سے زیادہ سے زیادہ اور بہتر سے بہتر فائدہ حاصل کرنے کے لئے مضطرب تھے اور اس امر کا حصول آپ کے لئے آسان تھا لیکن اس کے باوجودآپ ہر ایک کے آرام کے لئے بہت متفکر رہتے تھے....

آپ نہ صرف اپنے عالی ظرف اور لطیف مزاح کے ذریعہ ہمیں مسرور رکھتے بلکہ خود بھی کام کی تکمیل میں ہماری مدد فرماتے۔میں اپنے بارے میں پورے وثوق سے کہتا ہوں اور ایسا ہی مجھے یقین ہے کہ ہم میں سے ہر ایک کا خیال ہو گا کہ ہر طویل دن کے اختتام پر ہم اسی طرح خوش و خرم باہر آتے جس طرح کام شروع کرنے کے وقت ہوتے تھے۔جب بھی مجھے حضرت صاحبؓ کے ساتھ کام کرنے کا شرف حاصل ہوا میں نے ہر دفعہ لطف و سرور کا ایک عجیب تجربہ مشاہدہ کیا ۔ آپؓ کی پُر نور شخصیت میں اخلاقی و روحانی تقویت دینے کی بے پناہ طاقت موجود ہے اور آپؓ کا بے پناہ کام کرنے کا جذبہ جو ہم نے آپؓ کے ساتھ کام کرنے کے دوران مشاہدہ کیا بہت زیادہ اثر انگیز ہے۔ (سوانح فضل عمر جلد دوم صفحہ 26-27)

زبیر احمد خلیل۔ جرمنی

کرونا۔کیا کھویا کیا پایا

گزشتہ چند ماہ سے کُرہ ارض کا بیشترحصہ کرونا وبا کی وجہ سے بند ہے۔ کاروبار زندگی معطل ہیں۔موجودہ نسلِ انسانی ایک انجانی صورتحال سے نبرو آزما ہے۔ معمولات زندگی بحال ہونے میں ابھی وقت لگے گا۔ اس عالمی وبا نے انسانوں پر مختلف انداز میں اثر کیا ہے۔ بعض اس وبا کو دنیا کے لئے تباہی لانے والی وبا کہہ رہے ہیں۔ جب کہ بعض اس کو انسانوں کو سبق سکھلانے اور اور ان کے کردار میں مثبت تبدیلی لانے کا ذریعہ گردان رہے ہیں۔ بہرحال ہر ایک کا اپنا اپنا تجربہ اور نقطہِ نظر ہے۔ بہر حال وبا نے معاشرتی، معاشی اور سماجی لحاظ سے گہرا اثر چھوڑا ہے ۔جو چند نقاط کی صورت میں قارئین کے لئے پیش خدمت ہے۔

کرونا وبا یہ باور کرانے میں کامیاب رہی کہ اس دنیا میں تمام انسان برابر ہیں۔ اس وبا نے حملہ کرتے وقت یہ نہ دیکھا کہ کسی انسان کا مذہب کیا ہے وہ کس کلچر کی پیداوار ہے، مشہو رہے یا گمنام،اس کا پیشہ کیا ہے، طاقتور ہےیا کمزور، حکمران ہے یا محکوم، دولت مند ہے یا غریب، گورا ہے یا کالا، سب کو ہی اپنی لپیٹ میں لے لیا۔

اس وبا نے انسانوں پر خوراک، پانی اور دوائیوں کی اہمیت کو خوب خوب اُجاگر کیا اور ثابت کیا کہ صحت ہی دراصل انسانی زندگی میں سب سے زیادہ اہمیت کی حامل ہے اور عیش و عشرت کی دوسری اشیاء جن کی انسان تگ و دو کرتا ہے ان کی اہمیت وقتی یا عارضی ہے۔

انسان ایک دوسرے سے کس قدر جُڑا ہوا ہے اور ایک انسان کا دوسرے انسان پر کتنا گہرا اثر پڑ سکتا ہے، کرونا وبا یہ بھی ثابت کرنے میں کامیاب رہی۔ یہ وبا انسان کی بنائی ہوئی سرحدوں کو قطعاً خاطر میں نہ لائی کیونکہ اس کو کسی ملک میں داخلہ کے لئے کوئی پاسپورٹ نہیں چاہئے تھا۔ یہ ایک ملک سے دوسرے ملک میں بے دھڑک پہنچتی رہی اور ایک انسان سے دوسرے انسان کو بغیر کسی تمیز کے متاثر کرتی رہی۔

اس وبا نے جب سہولت یافتہ طبقہ کو بعض ایسی مشکلات میں گھیرا جن میں وہ پہلے کبھی نہ گھراتھا تو اس سہولت یافتہ طبقہ میں ان لوگوں کے لئے بھی احساس جاگا جو اپنی ساری عمر ان مشکلات میں ہی گزار دیتے ہیں۔

کرونا وبا نے زندگی کی نا پائیداری کو بھی اُجاگر کیا اور بڑے بڑے مغرور، طاقتور اور دولت مندوں میں محروموں اور ضرورت مندوں کی مدد کا احساس اُجاگر کیا۔کرونا وبا نے گھروں کی اہمیت کو بھی اُجاگر کر دیا ۔لوگوں میں اب یہ احساس شدت سے اُبھرا ہے کہ ان کا اصل سرمایہ تو گھروں میں ان کی بیوی بچوں اور دوسرے عزیز و اقارب کی صورت میں ہوتا ہے۔ نہ کہ ہر وقت مشین کی طرح مصروف رہنے اور صرف دولت کمانے میں ۔

اس وبا نے بہت سارے حکمرانوں کے پول بھی کھول دئیے ہیں کہ مشکل وقت میں وہ کس قسم کے حکمران ثابت ہوئے ہیں۔ کیا بُردباری، تحمل اور برداشت کے ساتھ قوم کی رہنمائی کی یا خود بھی پریشان ہوئے اور ساتھ پوری قوم کو بھی پریشانیوں میں مبتلا رکھا۔کرونا وبا نے انسانوں کے عمومی رویوں کو بھی اجُاگر کر دیا کہ کون کتنا لالچی، دوسرں کے حقوق تلف کرنے والا اور خُود غرض ہے اور کون دوسرے کا احساس کرنے والا ہے۔ مارکیٹوں، ہسپتالوں اور دیگر پبلک مقامات پر ان رویوں کا برملا اظہار ہوتا رہا۔

کرونا وبا نے جب انسان کو تنہا رہنے پر مجبورکیا تو اس کو سوچنے پر بھی مجبور کر دیا کہ آخر اس کی پیدائش کااصل مقصد کیا ہے۔ بہت سے اپنے خالق حقیقی کے آگے جُھکے اور اپنے گناہوں کا اعتراف کیا۔ بہت ساروں نے اس امر کا بھی ادراک پالیا کہ اس زندگی کا ایک مقصد بنی نوع انسانی کی خدمت بھی ہے۔

موجودہ نسلِ انسانی میں عالمی سطح پر اس قسم کی وبا بہت عرصہ کے بعد آئی ہے۔ اس وبا نے ایک امر بہرحال واضع کر دیا ہے کہ اس کائنات کو چلانے والی اور کنڑول کرنے والی اصل میں خدا تعالیٰ کی ذات ہے۔ نہ کے کوئی انسانی حکمران یا ترقی یافتہ ملک۔ چونکہ اس کائنات میں کوئی امر اذن الٰہی کے بغیر نہی ہوتا اس لئے اس وبا کا آنا بھی اذنِ الٰہی سے ہی ہے ۔تاہم اس کا سبب خدا تعالیٰ نے جس کو چاہا بنا دیا ہو گا۔ وقت یہ تو ثابت کر دے گا کہ وہ کونسا سبب تھا جس کی وجہ سے یہ عالمی وباپھیلی اور دنیاوی حکمران اپنی عقل اور سمجھ کے مطابق اس پر ردّعمل بھی دکھلاتے رہے گے۔ لیکن اس حقیقت کو کوئی نہیں جھٹلا سکتا کہ اس وبا نے ایک بار پوری انسانیت کو جنجھوڑ کر رکھ دیا ہے اور غالب گمان ہے کہ اس کے نتیجہ میں انسان اپنے خالق حقیقی کا ادراک حاصل کرلے گا اور بنی نوع انسان کی خدمت کو بھی اپنا شعار بنا لے گا۔ ان شاءاللہ

تمام نوروں کی کہکشاں تُو!

در محمدؐ پہ خاک اپنی اُڑا رہا ہوں اُڑا چلا ہوں
اسی سے اپنا میں دین و دنیا بنا رہا ہوں بنا چلا ہوں
ہوئے ہیں لاکھوں خدا کے پیارے یہ دنیا اُن سے ہی جگمگائے
ترے لئے ہی میں ذات اپنی مٹا رہا ہوں مٹا چلا ہوں
تو اولیٰ سب سے تو اعلیٰ سب سے تمام نوروں کی کہکشاں تو
یہ ساری دنیا ہی تیرے دم سے جِلا رہا ہوں جِلا چلا ہوں
ترے ہی صدقے یہ ساری دنیا خدا بھی تیرے ہی گیت گائے
میں سارے جگ میں نوید تیری سُنا رہا ہوں سُنا چلا ہوں
ستمگروں کے ستم یہاں نہ کبھی بھی ہم کو جھکا سکے ہیں
قسم خُدا کی میں عہد اپنا نبھا رہا ہوں نبھا چلا ہوں
مجھے عقیدت عطا ہوئی ہے میں ترے قربان ہزار جاں سے
ترے لئے ہی تو خون اپنا بہا رہا ہوں بہا چلا ہوں
وہ رحمتوں کا پیام لایا وہ نفرتوں کو مٹانے آیا
گلی گلی میں تو دیپ اُس کے جلا رہا ہوں جلا چلا ہوں
کہاں وہ عالی مقام آقا کہاں یہ احقر غلام اُس کا
تہی ہے دامن فقیر کا بھی دکھا رہا ہوں دکھا چلا ہوں
وہ شاہِ دیں ہے وہ تاجِ مرسل یہی تو خاتَم کی ہے حقیقت
اسی کا ڈنکا میں سب جہاں میں بجا رہا ہوں بجا چلا ہوں
دکھائی جس نے بھی بدنگاہی سزا پھر اُس کو کڑی ملی ہے
تو پھوڑ ڈالی ہے آنکھ ہی وہ بتا رہا ہوں بتا چلا ہوں
پڑی ہیں روکیں جہالتوں کی، ہیں نفرتوں کے پہاڑ حائل
جدائیوں کے یہ زخم سارے دِکھا رہا ہوں دِکھا چلا ہوں
اُسی نے صدیوں سے چاند سورج گہن کی ہم کو نوید دی تھی
حلیمؔ میں بھی دلیل ہی سے منا رہا ہوں منا چلا ہوں

ابن کریم

قطعہ

وہ دیکھو دیکھو امام اپنا وہ گیت الفت کے گا رہا ہے
لگائیں دشمن کو بھی گلے سے تمام نفرت پچھاڑ دیں ہم
یہ نہ ہو گی تثلیث کی پرستش نہ شرک ہی اب پھلے پھُلے گا
قسم خدا کی علَمِ محمدؐ کا ساری دنیا میں گاڑ دیں ہم

ابن کریم

احمد طاہر مرزا۔ گھانا

گھانا کے اشانٹی ریجن میں بیڈبگ کے خلاف سکولزمیں سرکاری مہم

گھانا کے اشانٹی ریجنAshanti Region میں اس وقت پورے ملک میں جاری ایس ایچ ایس میں بیڈ بگ کے خلاف قومی دھواں سپرے مہم کے تحت تقریبا 57 سرکاری سینئر ہائی اسکولوں (ایس ایچ ایس) میں دھوم مچادی گئی ہے۔اس خطے کے تینتالیس (43) اضلاع میں مجموعی طور پر ایک سو چونتیس (134) ایس ایچ ایس میں سپرے کرنے کی توقع ہے۔

وزارت تعلیم کے زیراہتمام زوملیون گھانا لمیٹڈ (ZGL) کے ویکٹر کنٹرول یونٹ کے ذریعہ یہ مہم کی جارہی ہے جو ملک میں 400 ایس ایچ ایس(سینئیر ہائی سکولز) پر محیط ہوگی۔

اس کا مقصد بیڈبگز،کاکروچز،چیونٹیاں اور دیگر نقصان دہ کیڑوں اور رینگنے والے جانوروں کے ایس ایچ ایس سے چھٹکارا پانا نیز تعلیمی کاموں کے لئے سازگار ماحول پیدا کرنا ہے۔

بروزجمعرات23۔ اپریل و جمعہ 24 اپریل اشانٹی ریجن کے جن اسکولوں کو دھویا اور سپرے (Fumigation) کیا گیا تھا ان میں سینٹ میری کی گرلز کے ایس ایچ ایس، جوسو ایس ایچ ٹی ایس، جوابین ایس ایچ ایس،افیدوسی کمرشل ایس ایچ ایس،نورالامین اسلامی ایس ایچ ایس،باریکیس ایس ایچ ایس،مپثیتیہ ایس ایچ ایس، نکاوی ایس ایچ ایس،نیناہین ایس ایچ ایس،عافیہ کوبی ایس ایچ ایس، تعلیم الاسلام احمدیہ ایس ایچ ایس اور افیدوائس اسوکور ایس ایچ ایس سکول شامل ہیں۔

St. Mary's Girls' SHS Juaso SHTS, Juaben SHS, Effiduasi Commercial SHS, Nurul Ameen Islamic SHS, Barekese SHS, Mpasatia SHS, Nkawie SHS, Nyinahin SHS, Afia Kobi SHS, T I Ahmadiyya SHS, and Effiduase Asokore SHS.

Krobea Asante Technical, Tijjani SHS, St. Joseph's, Tweneboah Koduah SHS, Dadease Agric Kwumawu, Wesley SHS, Oweriman SHS, Ofoase SHS, Odumase SHS, Collins SHS, Benkoman SHS, Toase SHS, Atwima Kwanwoma SHS, Bompata Presby

ان کے علاوہ کروبی آسنٹ ٹیکنیکل،تیجانی ایس ایچ ایس، سینٹ جوزف،ٹوینیبوہ کوڈیاہ ایس ایچ ایس،ڈیڈیس ایگریک کلواماو،ویسلی ایس ایچ ایس،اویوریمان ایس ایچ ایس،آفوائس ایس ایچ ایس، اوڈومیس ایس ایچ ایس،کولینس ایس ایچ ایس،بینکومان ایس ایچ ایس، توس ایس ایچ ایس، اتویما کوموتا ایس بی ایس ، اتویما کوموتا ایس ایچ دوسرے تمام اسکولوں میں،وزارت تعلیم اور زوملیون Zoomlion ٹیم نے کلاس رومز ، ڈائننگ ہالز ، پینٹریوں ،ڈارمیٹریز، ہاٹلز ، لیبارٹریاں ، دفاتر ، عملے کے ممبروں کے بنگلے ، کاٹ خانے ، گدے، بیڈز نیز سامان فرنیچر سمیت دیگر سامان پر چھڑکاؤ کیا گیا۔

ان اسکولوں کے مختلف سربراہان نے وزارت تعلیم اور زوملیون کے ان اقدام کو سراہا جو ان کے اسکولوں خصوصا bedbugs بیڈبگز اور ان کی پریشانیوں سے نجات دلانے میں مدد فراہم کریں گے۔ تاہم انہوں نے اپیل کی کہ دومن ورزش سالانہ بنیادوں پر کی جاتی ہے اس کے علاوہ ، اس سے بیڈ بگز سے نمٹنے میں مدد ملے گی۔

ان اسکولوں کے سربراہان نے اس موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اپنے اسکولوں کا سامنا کرنے والی پریشانیوں کی طرف مرکزی حکومت کی توجہ مبذول کروانے کے لئے استعمال کیا۔ یہ مسائل سائنس لیبارٹریوں ، کلاس روم کے محدود بلاکس ، ہاسٹلز کی کمی ، ناکافی میزکرسیوں سمیت بہت سارے دیگر مسائل سے متعلق ہیں۔ اس پس منظر میں انہوں نے وزارت تعلیم کے ذریعہ حکومت سے التجا کی کہ وہ ان کی مدد کریں۔

آج کی دعا

رَبِّ کُلُّ شَیْءٍ خَادِمُکَ رَبِّ فَاحْفَظْنِیْ وَانْصُرْنِیْ وَارْحَمْنِیْ

ترجمہ:اے میرے رب! ہر ایک چیز تیری خادم ہے۔اے میرے رب! پس مجھے محفوظ رکھ اور میری مدد فرما اور مجھ پر رحم فرما۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی اس الہامی دعا کو اسم اعظم قرار دیا ہے کہ یہ وہ کلمات ہیں کہ جو اسے پڑھے گا ہر ایک آفت سے اسے نجات ہوگی۔ (تذکرہ ص 443)

پیارے امام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے جماعت کو بار بار اس دعا کو پڑھنے کی تلقین فرمائی ہے۔آپ فرماتے ہیں۔

’’چند دن پہلے میں نے خواب دیکھا کہ دشمن کا کوئی منصوبہ ہے، تو میں اس کو حملے سے پہلے ہی بھانپ لیتا ہوں اور اس وقت میں یہ دعا پڑھ رہا ہوں کہ

رَبِّ کُلُّ شَیْءٍ خَادِمُکَ رَبِّ فَاحْفَظْنِیْ وَانْصُرْنِیْ وَارْحَمْنِیْ

اور پڑھتے پڑھتے مجھے خیال آتا ہے کہ اپنے سے زیادہ مجھے جماعت کے لئے دعا پڑھنی چاہئے تو اس میں جماعت کو بھی شامل کروں۔تو اس حوالے سے میں آپ کو بھی تحریک کرنا چاہتاہوں کہ احباب جماعت بھی اپنی دعاؤں میں اس دعا کو بھی ضرور شامل کریں۔اللہ تعالیٰ ہر شر سے ہر ایک کو بچائے اور جماعت کی حفاظت فرمائے۔‘‘ (خطبہ جمعہ مؤرخہ 3۔اکتوبر2008ء)

(قدسیہ محمود سردار)

ایڈیٹر کی ڈاک

تاثرات۔آراء۔تجاویز

مکرمہ نصرت قدسیہ وسیم لکھتی ہیں۔

30۔اپریل کا الفضل قرآن پاک کے متعلق نہایت علمی و معلوماتی دلچسپی سے بھرا ہوا تھا ۔ ایسا گمان ہوا کہ نہایت قیمتی موتیوں کی مانند مضامین ہیں۔دعاہے۔کہ خدا تعالیٰ آڈیٹر صاحب اور لکھنے والوں پر اپنی بہت ساری برکتیں اور فضل نازل فرمائے۔ آمین ثم آمین

سلطان نصیر احمد

سیرت و سوانح حضرت سید ولی اللہ شاہ محدث دہلویؒ مجدد دوازدہم

نسب نامہ و ولادت

حضرت ولی اللہ شاہ صاحب محدث دہلویؒ کے والد کا نام شاہ عبد الرحیم تھا۔شاہ عبدالرحیم کی طبیعت سپہ گری کی طرف مائل نہ ہوئی۔ آپ کو تصنیف و تالیف کا مشغلہ زیادہ پسند آیا ،اس لئے تلوار کی بجائے قلم سنبھالا اور اس سے خلق خدا کی خدمت کی۔اُن کا رجحان مذہب کی طرف زیادہ تھا اور وہ اپنا بیشتر وقت مذہبی کتابوں کے مطالعہ ہی میں صرف کیا کرتے تھے۔ شاہ عبدالرحیم ایک متقی، عالم اور صوفی تھے۔ جب شہنشاہ عالمگیر کے دربار کے بعض علماء فتاویٰ عالمگیری کی تدوین کر رہے تھے جو بڑی ضخیم کتاب ہے تو آپ بھی اس کام میں حصہ لینے لگے اور کچھ عرصے تک ان علماء کی معاونت کی۔ شاہ عبدالرحیم نے ہندوستان میں دینی علم کی روشنی پھیلانے کے لئے مدرسہ رحیمیہ کے نام سے ایک درسگاہ بھی قائم کی جس میں آپ خود بھی طلباء کو درس دیتے تھے۔ جو طلباء آپ سے کسب علم کرتے تھے اُن پر، آپ کے خلوص اور مذہبی شغف کی وجہ سے آپ کی تعلیم کا بڑا گہرا اثر پڑتا تھا۔آپ کی بصیرت کا یہ عالم تھا کہ مغلوں کے دربار کی ابتر حالت دیکھ کر آپ نے جو پیشگوئیاں کیں ان میں سے بہت سی صحیح نکلیں۔

(شاہ ولی اللہ صفحہ12تا14)

آپ نے دو شادیاں کیں۔پہلی بیوی سے ایک صاحبزادہ صلاح الدین تولد ہوئے جبکہ دوسری شادی بڑی عمر میں شیخ محمد پھلتی صاحب کی صاحبزادی سے کی، ان کے بطن سے دو صاحبزادے شاہ ولی اللہ اور شاہ اہل اللہ تولد ہوئے۔(شاہ ولی اللہ کی قرآنی فکر کا مطالعہ صفحہ42)

حضرت سید ولی اللہ شاہ کا نسب نامہ والد ماجد کی طرف سے تو حضرت عمر بن خطابؓ تک پہنچتا ہے اور والدہ محترمہ کی طرف سے سیدنا موسیٰ کاظمؒ سے جا کر ملتا ہے۔ اس لحاظ سے آپ نجیب الطرفین ہیں۔ آپؒ کا نسب نامہ اس طرح ہے۔

فقیر ولی اللہ بن الشیخ عبد الرحیم بن الشہید وجیہ الدین بن معظم بن منصور بن محمد بن قوام الدین عرف قاضی قازن بن قاضی قاسم بن قاضی کبیرالدین عرف قاضی بدہ بن عبد الملک بن قطب الدین بن کمال الدین بن شمس الدین مفتی بن شیر ملک بن محمد عطاء ملک بن ابو الفتح ملک بن محمد عمر حاکم ملک بن عادل ملک بن فاروق بن جرجیس بن احمد بن محمد شہریار بن عثمان بن ہامان بن ہمایوں بن قریش بن سلیمان بن عفان بن عبداللہ بن محمد بن عبد اللہ بن عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہما۔

(شاہ ولی اللہؒ اور ان کے تجدیدی کارنامے،صفحہ46،45)

حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ فرماتے ہیں۔

’’اللہ تعالیٰ نے ہمارے خاندان سے پہلوں کو بھی امیر بنایا۔ حضرت مجد د الف ثانی، شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی، فرید الدین شکر گنج میرے خاندان کے لوگ ہیں اور اب پھر بھی اس نے وعدہ کیا ہے کہ میں تیری اولاد پر فضل کروں گا۔‘‘

(خطبات نور صفحہ420)

حضرت شاہ ولی اللہ محدّث دہلویؒ شوال1114ہجری بمطابق فروری1703ء،چہارشنبہ، طلوع آفتاب کے وقت موضع پھلت ضلع مظفر نگر (بھارت) میں پیدا ہوئے ۔

(اردو دائرۂ معارف اسلامیہ جلد 13 صفحہ40)

آپؒ کاذاتی نام ولی اللہ ابو الفیاض قطب الدین احمد بن معظم العمری الدہلوی تھا۔

(اردو دائرۂ معارف اسلامیہ ۔ جلد 23 صفحہ 39)

آپؒ کی پیدائش سے پیشتر شاہ عبدالرحیم کو اشارہ ہوا تھا کہ مولود کا نام قطب الدین احمد رکھنا ۔ولادت پر والد صاحب نے قطب الدین احمد کے علاوہ ولی اللہ کو بھی نام کا جزو بنایا۔

(اردو دائرۂ معارف اسلامیہ جلد 23 صفحہ39)

محمد مسعود عالم قاسمی صاحب لکھتے ہیں۔

’’شاہ صاحب کا مشہور نام ولی اللہ بن عبد الرحیم ہے اور اسی نام سے اپنی بیشتر کتابوں میں اپنے آپ کو شاہ صاحب نے موسوم کیا ہے۔ تاہم ان کی بعض تالیفات سے کئی اور ناموں کی نشاندہی ہوتی ہے مثلاً عبداللہ احمد اور قطب الدین۔ مگر ان ناموں سے وہ معروف نہیں ہوئے بعض تذکرہ نگار حضرات لکھتے ہیں کہ احمد نام،ابوالفیاض کنیت، ولی اللہ عرف، بشارتی نام قطب الدین اور تاریخی نام عظیم الدین مشہور ہے۔ لیکن شاہ صاحب کی بعض دوسری صراحتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ قطب الدین احمد ایک ہی نام ہے۔‘‘

(شاہ ولی اللہ کی قرآنی فکر کا مطالعہ صفحہ 39)

تربیت و ابتدائی تعلیم اور شادی

جس زمانہ میں اس فخر خاندان اور فرید عصر کی ولادت ہوئی اُس وقت حضرت شیخ عبدالرحیم گو اعلیٰ درجہ کے دولتمند اور صاحب اقتدار نہ تھے لیکن پھر بھی متوسط درجہ کی حالت رکھتے تھے ۔ حضرت شاہ ولی اللہؒ کی بڑے اہتمام سے پرورش ہوئی اور عمر کے ابتدائی حصہ میں اعلیٰ درجہ کی تربیت ہوئی جو کہ تعلیم کا لازمی جزو ہے۔ حضرت شاہ ولی اللہؒ نے اپنی طالب علمی کا ابتدائی زمانہ اپنے والد شاہ عبدالرحیم ہی کی نگرانی اور تربیت میں رہ کر گزارا۔انہوں نے آپ کو قرآن مجید اور حدیث شریف کی مکمل ترین تعلیم دینے میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہیں کیا۔ جب آپ کی عمر پانچ سال ہوئی تو آپ کو مکتب میں بٹھا دیا گیا ۔ ساتویں سال والد ماجد نے نماز روزہ شروع کرایا ۔ اسی سال کے آخر میں قرآن کریم ختم (حفظ) کر کے فارسی اور عربی کی تعلیم شروع کی۔

(اردو دائرۂ معارف اسلامیہ جلد 23صفحہ40)

دس سال کی عمر میں شرح ملا جامی پڑھ لی اور مطالعہ کتب کی استعداد پیدا ہوگئی۔

(شاہ ولی اللہؒ اور ان کے تجدیدی کارنامے۔ص48)

اس کے بعد آپ کو علم منطق کی کتابیں پڑھائی گئیں۔حضرت شاہ ولی اللہؒ نے تیرہ سال کی عمر میں علوم مذکورہ میں کمال حاصل کر لیا تھا اور اس چھوٹی عمر میں فنون مذکورہ میں ارباب کمال میں شمار ہوتے تھے۔

جب آپ کی عمر چودہ سال کی ہوئی تو آپ کے والد صاحب نے آپ کی شادی کرنے کا ارادہ کیا اور شاہ عبد الرحیم نے یہ سارا کام نہایت مستعدی اور جلدی سے کر دیا۔ سسرال والوں نے کچھ وقت اور مہلت طلب کی تو شاہ عبدالرحیم نے انہیں کہا کہ اس عجلت کا بھی ایک خاص سبب ہے جو بعد میں آپ سب پر ہویدا ہو جائے گا۔ اس پر وہ فوراً شادی پر آمادہ ہو گئے۔اور اپنی بیٹی حضرت شاہ ولی اللہؒ کے نکاح میں دے دی۔نکاح کے کچھ دن بعد لڑکی کی والدہ کی وفات ہو گئی اور چند دن بعد لڑکی کی نانی کا انتقال ہو گیا ۔ان اموات کو ابھی تھوڑا ہی عرصہ ہوا تھا کہ حضرت شاہ ولی اللہؒ کی والدہ کا انتقال ہو گیا ۔ والدہ کی وفات کے تھوڑے ہی عرصے بعد آپ کے والد صاحب بھی اس دار فانی سے رحلت فرما گئے۔ یہ تھا وہ مخفی بھید جس کی وجہ سے شاہ عبدا لرحیم صاحب نے اپنے بلند اقبال صاحبزادے کی شادی میں عجلت کی تھی ۔ اس چھوٹی سی عمر میں حضرت شاہ ولی اللہؒ کو ایک کے بعد ایک غم ،صدمہ اور مصیبت پہنچی جسے آپ نے نہایت صبر سے برداشت کیا اور بڑے ہی استقلال اور جوانمردی سے اس کا مقابلہ کیا۔

آپ نے عمر کے پندرھویں سال میں جب قدم رکھا تھا تو تفسیر بیضاویؒ کا ایک بڑا حصہ اپنے والد بزرگوار سے پڑھ لیا تھا اور انہوں نے آپ کو ان تمام متعارفہ علوم و فنون کے عروج تک پہنچا دیا تھا جو ان دنوں اور ان شہروں میں رائج اور علماء و فضلاء کے درس میں داخل تھے۔ آپؒ نے علم تصوف میں کمال حاصل کیا اور اس فن میں نہایت تبحر کے ساتھ وہ قیمتی اور آبدار موتی تالیف وتصنیف کے سلسلہ میں پروئے کہ جس سے آپ کے علم تصوف کی چمک دُور دُور تک پھیل گئی۔

مسند مدرسہ رحیمیہ

حضرت ولی اللہ شاہ محدث دہلویؒ کی عمر 17سال کی تھی کہ والد ماجد کا سایہ سر سے اٹھ گیا۔ اب مدرسہ رحیمیہ کی مسند خالی تھی۔ اس خالی مسند پر حضرت شاہ صاحبؒ بیٹھے اور بارہ سال تک کتب دینیہ اور معقولات کے درس میں مشغول رہے۔

(شاہ ولی اللہؒ اور ان کے تجدیدی کارنامے صفحہ51)

حضرت ولی اللہ شاہ صاحبؒ بیشتر اوقات مطالعہ کتب، تعلیم و تربیت، تصنیف اور ذکر و فکر میں بسر کرتے ۔اپنے منصبی فرائض سے کبھی غافل نہ ہوتے، نظم و ضبط اور وقت کی پابندی کا خیال رکھتے، اشراق کے بعد بیٹھتے تو دوپہر تک مسلسل بیٹھے رہتے اور دینی کام میں مشغول رہتے۔گویا آپ کی زندگی ایک مستعد، منظم اور محنتی شخصیت کا نمونہ تھی۔

شخصیت وکردار

آج بھی اُمت مسلمہ آپ کو ’’حکیم الامت‘‘ اور ’’مجدد ملت‘‘ کے القاب سے یاد کرتی ہے۔آپ کے خارق عادت علمی کارناموں اور غیر معمولی ذہانت و دینی خدماتِ جلیلہ کو دیکھ کر آپ کے ہمعصر علماء و فضلاء نے بھی بڑی قدرو منزلت سے آپ کاذکر کیا ہے۔ آپ کا طریقہ یہ تھا کہ کسی مسئلہ کو مقلد انہ نظر سے نہ دیکھتے بلکہ کتاب و سنت پر پیش کرتے اور پھر فقہ حنفیہ کے علاوہ دیگر مذاہب میں بھی اس کی تحقیق کرتے، جب ہر طرح اُسے ٹھیک پاتے تو قبول فرما لیتے ورنہ متروک قرار دیتے۔ گویا آپ ہر معاملہ پر ایک محقق کی حیثیت سے نظر ڈالتے تھے۔ کسی خاص مذہب کی جانبداری اور دیگر مذاہب سے عناد آپ کا طریقہ نہ تھا۔ جس مذہب کی کسی مسئلہ میں تائید فرماتے تو دلائل کی بنا پر اور مخالفت بھی بر بنائے دلیل۔اس تائید و مخالفت میں کوئی عصبیت اور جانبداری کارفرما نہ ہوتی۔بہت سے مسائل ہیں جن میں آپ نے مسلک حنفی کی پیروی اختیار کی ہےاور بعض امور ایسے ہیں جن میں دیگر مذاہب کو ترجیح دی ہے اور انہی کا طریقہ اختیار کیا ہے۔ بعض مقامات پر آپ نے دونوں مذاہب میں جمع کیا ہے لیکن جہاں یہ بات ناممکن نظر آئی وہاں جس کو اَقۡرَبُ اِلَی السُّنَّۃِ اور صحیح تر پایا اسے ہی اختیار کیا۔

حضرت شاہ ولی اللہ و دیگر دو بزرگوں کا ایک مشہور قصہ

حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں ۔

’’دہلی کے تین بزرگوں کا قصہ مشہور ہے کہ ایک شخص کے پاس مشتبہ مال تھا وہ ایک بزرگ کے پاس لے گیا کہ آپ اسے لے لیں ۔ تو انہوں نے کہا کہ توبہ توبہ میں اسے نہیں لے سکتا۔دوسرے کے پاس گیا تو اس بزرگ نے بھی انکار کیا مگر جب وہ شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کے پاس لے گیا تو آپ نے رکھ لیا۔اسے شک پڑا کہ شاہ صاحب کی نیت (نعوذ باللہ) خراب ہے وہ پہلے بزرگ کے پاس گیا اور یہ واقعہ بیان کیا کہ اس نے کہا۔ سنو ایک گھڑا پانی ہو۔ اس میں ایک قطرہ پیشاب کا پڑ جائے تو کل پانی پلید ہو گا یا پاک؟ اس نے جواب دیا۔ ناپاک ۔ تب اس بزرگ نے فرمایا۔ اگر ایک قطرہ سمندر کے پانی میں پڑ جائے تو وہ پانی پاک ہے یا پلید؟ اس نے کہا وہ تو پلید نہیں ہو گا۔ فرمایا یہی مثال میری اور شاہ ولی اللہ کی ہے۔ میں تو گھڑے کی مانند ہوں اس لئے مشتبہ مال سے بچتا ہوں۔وہ سمندر ہیں ان کی اس میں بدنامی نہیں ۔ وہ اسے لے کر اللہ کی راہ میں خرچ کر دیں گے یا اور مناسب کارروائی کریں گے۔ پھر وہ شخص دوسرے بزرگ کے پاس گیا اور ان سے شاہ صاحب والا واقعہ بیان کیا اس بزرگ نے بھی ایسی ہی مثال دی اور شاہ صاحب کی بریت کی۔ تب وہ خود شاہ صاحب کی خدمت میں آیا اور عرض کیا کہ مجھے شبہ پڑ گیا ہے آپ نے وہ مشتبہ مال کیوں قبول کیا حالانکہ ان دو بزرگوں نے قبول نہیں کیا ۔ فرمایا بھائی میلے کپڑے والے پر کوئی دھبہ پڑ جائے تو کچھ پرواہ نہیں ہوتی ۔ وہ سفید لباس والے ہوئے ان کو تو ذرا دھبہ گوارا نہ تھا اس لئے میں نے رکھ لیا انہوں نے انکار کر دیا۔ دیکھو ان بزرگوں کی نیک نیتی کہ سب نے حسن ظن سے کام لیا۔ جھگڑا پیدا ہوا نہ کوئی فتنہ اٹھا۔ اس شخص کا ایمان بھی سلامت رہا۔

(جماعت قادیان کو نصائح،انوارالعلوم جلد 4 صفحہ 23-24)

تحریر و تقریر اورشعری ذوق

ایک مصنف کی حیثیت سے حضرت ولی اللہ شاہ کا درجہ نہایت بلند ہے۔آپ نے مروجہ طرزنگارش کو وسعت بخشی اور اس قابل کر دیا کہ وہ لفظی بناوٹوں اور بیجا ثقالت کی پابندیوں سے آزاد ہو کر حکیمانہ خیالات اور علمی مضامین کو بطریق احسن پیش کر سکے۔ باوجود عجمی اور ہندوستانی ہونے کے آپ نے عربی فصاحت و بلاغت کا بے نظیر نمونہ پیش کیا جس کی عظمت و کمال کا اعتراف اہلِ زبان نے بھی کیا ہے۔ آپ کی یہ صفت خاص تمام فاضلوں کو تسلیم ہے کہ بڑے بڑے مضامین کو نہایت مختصر اور جامع الفاظ میں اس خوبصورتی سے ادا کرتے کہ مضمون کا اصلی اثراور زور پورا قائم رہتا۔ آپؒ جادوبیان مقرر تھے۔ مناظروں اور علمی مجلسوں میں بر جستہ جواب دیتے اور آدابِ مجلس کو ملحوظ رکھتے تھے۔

حضرت ولی اللہ شاہ صاحبؒ اگرچہ فطری طور پر شاعر نہ تھے لیکن بعض اوقات جب قلبی واردات اور باطنی احساسات سے مضطرب ہوتے تو دلی تاثرات و جذبات کسی نہ کسی صورت سے کلامِ موزوں بن کر دل کی گہرائی سے نوک زبان پر آہی جاتے۔ عربی میں آپ کے نعتیہ قصائد اور فارسی میں کچھ غزلیں اور رباعیاں ملتی ہیں جو تمام ترآپ کے قلبی التہاب اور سوزو گداز کا عکس ہیں۔ آپ کوفی البدیہہ شعر گوئی پر قدرت حاصل تھی۔ آپؒ کے نعتیہ قصائد پر مشتمل ایک مجموعہ ’’اطیب النغم فی مدح سید العرب و العجم‘‘ کے نام سے ہے۔

رؤیت رسول ﷺ

حضرت شاہ ولی اللہؒ اپنے مشاہدات میں بیان فرماتے ہیں۔

’’مجھ کو اللہ تعالیٰ نے اپنی نعمتوں میں سے یہ نعمت بھی عطا فرمائی کہ مجھے توفیق دی حج بیت اللہ اور زیارتِ رسول ﷺ کی ۔ اور اس سے بڑھ کر یہ نعمت عطا ہوئی کہ میراج معرفت اور مشاہدہ کے ساتھ ہوا۔‘‘ (مقدمہ فیوض الحرمین)

کشفِ صحیح سے آنحضرت ﷺ کی صحبت حاصل ہونے کے متعلق ملفوظات میں درج ہے کہ

ذکر آیا کہ شاہ ولی اللہ صاحب نے لکھا ہے کہ میں بھی تابعین میں سے ہوں کیونکہ ایک جن نے زمانہ نبی کریم ﷺ کا پایا تھا میں نے اس سے ملاقات کی۔(حضرت اقدس مسیح موعودؑ نے) فرمایا۔ اس سے بہتر کشفِ صحیح ہے جو بیداری کا حکم رکھتا ہے جو لوگ بذریعہ کشفِ صحیح آنحضرت ﷺ کی صُحبت حاصل کرتے ہیں وہ اصحاب میں سے ہیں۔ (ملفوظات جلد چہارم صفحہ297)

اخلاق و عادات

محمد مسعود عالم قاسمی صاحب لکھتے ہیں۔

’’شاہ صاحب بچپن ہی سے ذہین اور محنتی ہونے کے ساتھ سنجیدہ باوقار اور نیک طینت تھے سادگی اور نفاست پسند ہونے کے ساتھ نازک طبع اور منکسر المزاج بھی تھے، فضول خرچی اور لغو کاموں سے دور رہتے تھے۔ دراصل شاہ صاحب کی زندگی پر ان کے والد کی شخصیت اور ان کی تعلیم و تربیت کا گہرا اثر تھا، شاہ صاحب کے والد استاذ، پیر، مربی سب کچھ وہی تھے، اس تاثر کا اظہار شاہ صاحب ان لفظوں میں کرتے ہیں ’’کسی باپ، کسی استاذ اور کسی مرشد کو میں نے نہیں دیکھا جو اپنے بیٹے اور شاگرد کے معاملہ میں اس قدر شفقت کا رویہ رکھتا ہو جو کہ اس فقیر کے ساتھ حضرت والد کا ہے۔‘‘

(شاہ ولی اللہ کی قرآنی فکر کا مطالعہ صفحہ47)

حضرت ولی اللہ شاہ صاحبؒ کے بچپن کا زمانہ جیسا پیارا اور دلفریب تھا ویسا ہی جوانی کا عالم نہایت دلفریب تھا اور یہ کریم الطبع نو جوان اس وقت بھی خلق مجسم تھا، جس کے عام اخلاق، ذاتی خو بیوں نے ایک عالم کو اپنا گرویدہ کر لیا تھا۔جس کی شریفانہ چال، مہذبانہ طرزو روش نے تمام لوگوں کے دلوں پر قبضہ کر لیا تھا۔ آپ کی کہولت کا زمانہ بچپن اور جوانی کے دونوں زمانوں سے زیا دہ مبارک تھا۔جو قوت اور علامت روی اس وقت تھی۔ وہی اب بھی ہے بلکہ تجربہ کی شان و شوکت اور پختہ کاری کی سرپرستی نے اس وقت اسے اور بھی چمکا دیا ۔ جو عجز و انکسار اور متواضعانہ اخلاق عالم شباب میں تھے وہی اس بڑھاپے کی حالت میں موجود ہیں۔

حضرت ولی اللہ شاہ صاحب ہر روز نیا جوڑا پہنتے خواہ دھلا ہوا ہوتا یا نیا ۔حدیثوں میں آتا ہے رسول کریم ﷺ ایک دفعہ جمعہ کے دن اچھا سا جبہ پہن کر مسجد میں آئے۔ اب اگر کوئی شخص ایسا پیدا ہو جو یہ کہے کہ اچھے کپڑے نہ پہننا فقیروں کی علامت ہے تو ہم اسے اس حدیث کا حوالہ دے کر بتا سکتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ جمعہ کے دن نہایت تعہد سے صفائی کرتے اور اعلیٰ اور عمدہ لباس زیب تن فرماتے بلکہ آپ صفائی کا انتہا تعہد رکھتے کہ بعض صوفیا نے جیسے شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی گزرے ہیں یہ طریق اختیار کیا ہوا تھا کہ وہ ہرروز نیا جوڑا کپڑوں کا پہنتے خواہ وہ دھلا ہو ا ہوتا اور خواہ بالکل نیا ہوتا۔‘‘

(انوار العلوم جلد 14صفحہ 553)

عشق قرآن کریم

حضرت ولی اللہ شاہؒ کو قرآن کریم سے شغف اور تعلق عہد طفولیت ہی سے تھا۔ آپؒ قرآن کریم سے اپنی وابستگی کو اللہ تعالیٰ کی عظیم نعمت تصور کرتے تھے اور اس قدر اسے اہمیت دیتے تھے کہ گویا وہ ان کا حاصل زندگی ہو۔اسی لئے باربار انہوں نے اس نعمت کے تحدث کو ضروری سمجھا۔حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں۔

’’حضرت شاہ ولی اللہ صاحب کے متعلق ذکرآتا ہے کہ ایک دفعہ بادشاہ ان سے ملنے کیلئے آیا وہ کھڑے ہو گئے اور بادشاہ سے ملے اور پھر بیٹھ گئے پھر وزیر ملنے کیلئے آیا تو وہ اسی طرح بیٹھے رہے کھڑے نہیں ہوئے۔ اس کے بعد بادشاہ کا پہریدار آیا تو پھر وہ کھڑے ہو گئے اور کھڑے ہونے کے بعد بیٹھ گئے جب یہ لوگ چلے گئے تو کسی نے کہا آپ نے یہ کیا کیا کہ جب بادشاہ آیا تو آپ اس کے اعزا ز کیلئے کھڑے ہو گئے۔ وزیر آیا تو کھڑے نہ ہوئے لیکن پہریدار آیا تو پھر کھڑے ہو گئے۔ ا نہوں نے فرمایا بادشاہ کے آنے پر میں اس لئے کھڑا ہوا تھا کہ بادشاہ کی اطاعت کا حکم ہے۔ وزیر کے آنے پر میں اس لئے کھڑا نہیں ہوا کہ وزیر کی اطاعت کا حکم نہیں ۔ اس کے بعد پہریدار آیا تو میں پھر کھڑا ہو گیا مگر اس لئے کہ وہ حافظ قرآن تھا۔ اب دیکھو پہریدار ایک ادنیٰ ملازم تھا لیکن چونکہ شاہ ولی اللہ کے محبوب کا کلام اس نے یاد کیا ہوا تھا اس لئے باوجود چھوٹا ہونے کے آپ اس کے آنے پر کھڑے ہو گئے۔ یہی بات حضرت مسیح بیان فرماتے ہیں کہ اگر خدا تمہارا باپ ہوتا تو تم مجھے بھی عزیز سمجھتے اور میری مخالفت نہ کرتے۔اسی نقطہ نگاہ کے ماتحت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے باوجود اس کے کہ آپ کا رتبہ بہت بڑا تھا فرمایا کہ

خاکم نثار کوچہ آل محمدؐ است

(تفسیر کبیر جلد پنجم صفحہ210)

تربیت رسول ﷺ

حضرت ولی اللہ شاہ صاحب محدث دہلویؒ فرماتے ہیں۔

’’سَلَکَنِیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ بِنَفْسِہٖ وَ رَبَّانِیْ بِیَدِہٖ فَاَنَا اُوَیسِیَّۃ وَ تَلْمِیْذَہ بِلَا وَاسِطٍ بَیْنِیْ وَبَیْنَہٗ وَذٰلِکَ اَنَّہٗ اَرَانِی ﷺ رُوْحَہُ الْمُکَرَّمَۃُ فَعَرَفَنِیْ بِھَا‘‘ ترجمہ: مجھے خود رسول اللہ ﷺ نے سالک بنایا اور آپ نے خود میری تربیت فرمائی لہٰذا میں کسی واسطے کے بغیر رسول اللہ ﷺ کا شاگرد ہوں اور اویسی ہوں اور یہ بات اس بناء پر ہے کہ آپ ﷺ نے اپنی روح مکرمہ مجھے دکھلائی اور اس سے مجھے عارف بنایا۔

(فیوض الحرمین صفحہ126)

دعوی مجددیت

ترجمہ از عربی:’’جب مجھ پر حکمت کا دائرہ مکمل ہو گیا تو اللہ تعالیٰ نے مجھے مجددیت کی پوشاک پہنادی۔ (تفہیمات الٰہیہ،جلد2 ص133)

حضرت ولی اللہ شاہ صاحب محدث دہلویؒ فرماتے ہیں۔

’’رَأَیْتُنِیْ فِی الْمَنَامِ قَایِمَ الزَّمَانِ اَعْنِیْ بِذٰلِکَ اَنَّ اللّٰہَ اِذَا اَرَادَشَیْئًا مِنْ نِّظَامِ الْخَیْرِ جَعَلَنِیْ کَالْجَارِحَۃِ لِاِتْمَامِ مُرَادِہٖ‘‘ ترجمہ : میں نے خواب میں اپنے آپ کو دیکھا کہ میں قائم الزماں ہو چکا ہوں جس کا معنی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جب بھلائی کے کسی نظام کو قائم فرمانا چاہا تو مجھے اس مقصد کی تکمیل کے لئے واسطہ بنایا۔ (فیو ض الحرمین صفحہ89)

حضرت اقدس مسیح موعودؑ فرماتے ہیں۔

’’فَانْظُرْ اَیُّھَا الْعَزِیْزُ۔ کَانَ اللّٰہُ مَعَکَ۔ اِنَّ ھٰذَا الْقَایِلِ بِتَأْثِیْرِ النّجُوْمِ عَالِمٌ رَبَّانِیٌّ مِنْ عُلَمَاءِ الْھِنْدِ، وَکَانَ ھُوَ مُجَدِّد زَمَانِہٖ، وَفَضَایِلُہٗ متبیّنۃ فِیْ ھٰذِہِ الدِّیَارِ، وَھُوَ اِمَامٌ فِیْ أَعْیُنِ الْکِبَارِ وَالصِّغَارِ، وَلَا یَخْتَلِفُ فِیْ عُلُو شَانِہ اَحَدٌ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ‘‘

(حمامۃ البشریٰ، روحانی خزائن جلد7 صفحہ 291)

ترجمہ : پس اے عزیز! غور کر۔ اللہ تیرے ساتھ ہو کہ ستاروں کی تاثیرات کا قائل یہ شخص علماء ہند میں سے ایک عالم ربانی ہے جو اپنے زمانے کا مجدد تھا ۔ جس کے فضائل اس ملک میں ظاہر وباہر ہیں اور وہ بڑوں اور چھوٹوں کی نگاہ میں امام ہے اور مومنوں میں سے کوئی بھی ان کی بلند شان میں اختلاف نہیں رکھتا ۔

خدمات

حضرت ولی اللہ شاہ صاحب محدث دہلویؒ جامع کمالات شخصیت کے حامل تھے۔ اس لئے ان کی خدمات کا دائرہ بھی بہت وسیع ہے اور مختلف سمتوں میں پھیلا ہوا ہے۔آپؒ اگر ایک طرف سماجی مصلح کی حیثیت سے سامنے آئے، تو دوسری طرف ایک عظیم سیاسی مبصر کے طور پر ابھرے۔ ایک طرف وہ معاشی اصلاحات کے داعی ہیں تو دوسری طرف علوم و فنون کی تشکیل نو کے مبلغ نظر آتے ہیں۔ایک طرف وہ ملک کے ہرطبقہ کو اس کے منصبی فرائض یاد دلاتے ہیں اور دوسری طرف روحانی پیشوا اور باطنی امراض کے معالج دکھائی دیتے ہیں۔ حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں۔

’’روحانی آبادی کی کمی کی وجہ سے مولوی محمد قاسم صاحب نانوتویؒ نے دیکھ لیا تھا کہ یہاں اب روحانی نسل جاری کرنی چاہئے تاکہ یہ علاقہ اسلام اور روحانیت کے نور سے منور ہو جائے۔ چنانچہ انہوں نے بڑا کام کیا ۔ جیسے ان کے پیر حضرت سید احمد صاحب بریلویؒ نے بڑا کام کیا تھا اور جیسے ان کے ساتھی حضرت اسماعیل صاحب شہیدؒ کے بزرگ اعلیٰ حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی نے بڑا کام کیا تھا۔ یہ سارے کے سارے لوگ اپنے زمانہ کے لئے اسوۂ حسنہ ہیں درحقیقت ہر زمانہ کا فرستادہ اور خدا تعالیٰ کا مقرب بند ہ اپنے زمانہ کے لئے اسوۂ حسنہ ہوتا ہے۔‘‘ (خطبات محمود جلد 2۔صفحہ402)

حضرت ولی اللہ شاہ صاحب محدث دہلویؒ کا وجود مسلمانوں کے لئے ابر رحمت بن کر ظاہر ہوا ۔وہ زمانہ مسلمانوں کے لیے بحیثیت قوم تلاطم کا زمانہ تھا ۔نہایت ناگفتہ بہ حالات تھے ۔ان حالات میں حضرت شاہ ولی اللہؒ کو خدا تعالیٰ کی طرف سے مسلمانان ہندکی قوت کی بحالی اور ان میں دینی روح پیداکرنے کی اہم ذمہ داری سونپی گئی ۔اس فرض کو آپ نے ایسے احسن رنگ میں نبھایا کہ آپ کا کردار تاریخ میں ایک اہم باب کا رنگ رکھتا ہے ۔ اپنے زمانہ کی سیاسی تاریخ میں آپ کا وجود روشنی کے مینار کی طرح نظر آتا ہے۔مرہٹوں اور سکھوں کے فتنوں کے باعث اور انگریز کی ایسٹ انڈیا کمپنی کی ریشہ دوانیوں کے اثر سے مسلمان حکمران پریشان تھے۔اور انحطاط کی طرف چاروناچاررواں تھے۔قوم کی یہ ناگفتہ بہ حالت آپ کی طبیعت پر بہت اثر انداز ہوئی۔آپ کے دلی درد کو عالم الغیب نے قبول فرمایا اور قوم کی گری ہوئی حالت اور مصائب پیش آمدہ کے اور اس کے مداوا کے متعلق ایک رویا میں آپ کو بعض امور دکھائے۔یہ رویا آپ کی کتاب فیوض الحرمین میں درج ہے۔ یہ خواب حضرت ولی اللہ شاہ صاحبؒ کی تحریک اور تاریخ زندگی کی ایک بنا ہے۔اس سے متاثر ہوکر اور اس میں موجود اشارہ الٰہی کے تحت آپ نے مسلمانوں کو منظم کرنے اور ان کو علم دین سے مزین کرنے کا پختہ اور وسیع الاثر پروگرام بنایا۔

افغانستان کے بادشاہ احمد شاہ ابدالی،حضرت ولی اللہ شاہؒ اور دیگر دردمند ہندی مسلمانوں کی استدعا پر مسلمانوں کی معاند طاقتوں کی سرکوبی کے لئے ہندوستان آیا۔ چنانچہ احمد شاہ ابدالی ہندوستان آیا اور کئی ایک معرکوں سے فتح یاب ہوتا ہوا آخر پانی پت کے میدان میں مرہٹوں کو شکست دی۔احمد شاہ ابدالی کے ہندوستان میں آمد سے آپؒ کی خواب میں مذکورہ کوائف اتم رنگ میں ظہور پذیر ہوئے۔ آپؒ نے دینی علوم کے

درس و تدریس کے ساتھ، نظام حکومت کی تشکیل پر قلم اٹھایا تو ایک مکمل خاکہ پیش کیا، اس ضمن میں آپ نے دو امور بطوراساس بیان فرمائے۔

اول:۔ علمی و عملی اصلاح کے لئے قرآن کریم کے علم اور اس کی حکمتوں کو ذہنوں میں مستحضر کر کے انہیں اپنی زندگیوں کا حصہ بنایا جائے۔

دوئم:۔اقتصادی تفاوت کو کم سے کم کیا جائے۔کیونکہ اس تفاوت سے بدامنی، بے چینی اور نظام میں بے بنیادی پیدا ہوتی ہے۔

آپ کے پیش کردہ نظام کو یہ خصوصیت حاصل تھی کہ اس کی پشت پر قرآن کریم کا ضابطۂ حیات تھا۔ حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں۔

’’ہندوستان میں بہت بڑا اثر حضرت شاہ ولی اللہ صاحبؒ اور حضرت سید احمد صاحبؒ بریلوی کے طریق تبلیغ کا ہوا ہے۔ حضرت سید احمد صاحبؒ درحقیقت حضرت ولی اللہ شاہ صاحبؒ دہلوی کے علمی طور پر شاگرد ہی تھے اور اِن دونوں بزرگوں نے جس طریق سے کامیابی حاصل کی وہ یہی تھا کہ انہوں نے درس جاری کر دیئے جن میں جوق درجوق لوگوں نے شامل ہونا شروع کر دیا اور اِس طرح سارے ہندوستان میں اِن کے شاگرد پھیل گئے۔ پہلے ایک شخص اِن سے تعلیم لے کر نکلا، پھر دوسرا شخص نکلا، پھر تیسرا شخص نکلا یہاں تک کہ انہوں نے درسوں کے ذریعہ سب جگہ اپنے عقائد پھیلا دیئے۔‘‘

(انوار العلوم جلد17 صفحہ 298)

علم قرآن کی اشاعت

قرآن کریم انسانوں کی ہدایت کا دائمی سرچشمہ ہے اور مسلمانوں کی اصلاح و تربیت اور ان کی علمی و فکری ترقی قرآن مجید ہی کے فہم و تدبر اور اس کے مطابق زندگی گزار نے سے وابستہ ہے۔ اس لئے حضرت ولی اللہ شاہ صاحبؒ نے اپنی تو جہ قرآن شریف اور علوم قرآن کی تعلیم و ترویج پر زیادہ صرف کی۔ حضرت ولی اللہ شاہؒ کے زمانہ میں قرآن مجید یقیناً پڑھا جاتا تھا۔ دینی درسگاہوں میں جلالین، کشاف اور مدارک التنزیل جیسی تفسیریں داخل نصاب بھی تھیں مگر اس کے باوجود یہ کہنا بالکل درست ہے کہ مسلمانوں کی علوم قرآن سے جذباتی وا بستگی ان میں علمی اور فکری پختگی پیدا کرنے کی بجائے جمودو تعطل کی نذر ہو کر رہ گئی تھی۔ نظریاتی طور پر تو قرآن کریم دین و شریعت کا پہلا سرچشمہ تسلیم کیا جاتا تھا مگر مسائل و احکام میں فقہی جمود اور بحث و استدلال میں صرف فلسفیانہ موشگافیاں پائی جاتی تھیں۔لوگ یہ سمجھتے تھے کہ قرآن شریف کا سمجھنا اور اس پر غور کرنا علماء کاکام ہے اور ان کے لئے صرف اس قدر کافی ہے کہ قرآن مجید کی تلاوت کر لیا کریں۔قرآن حکیم کے درس و تدریس کے ماحول میں بھی قرآن فہمی سے زیادہ تفسیر خوانی پر توجہ صرف ہوتی تھی۔ حضرت ولی اللہ شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں کہ قرآن مجید کے سمجھنے کیلئے جن مقدمات کی ضرورت ہے ان کو بقدر ضرورت ہی پڑھا جائے اور سمجھا جائے، یہ نہیں کہ ان مقدمات کو مستقل درجہ دے دیا جائے۔

(التفہیمات جلد اول صفحہ 215)

حضرت ولی اللہ شاہ محدث دہلویؒ کا سب سے بڑا کارنامہ قرآن مجید اور علم قرآن کی اشاعت ہے۔حضرت شاہ ولی اللہ صاحبؒ کے زمانے میں حکومت ہند کی سرکاری زبان فارسی تھی اور اس کو قبول عام حاصل تھا۔ کلام اللہ کو عام فہم بنانے کے لئے اس کا مروج زبان میں ترجمہ کیا جانا ضروری تھا۔ گو حالات نا مساعد تھے اور اس کا م کی اجازت نہیں دیتے تھے لیکن حضرت ولی اللہ شاہ صاحبؒ نے نتائج سے بے پرواہ ہو کر کلام اللہ کا ترجمہ سلیس اور متعارف فارسی زبان میں کیااور بعض مقامات پر مختصر شرح بھی لکھ دی،جوفتح الرحمٰن کے نام سے مشہور ہے۔ آپؒ نے قرآن کریم کا ترجمہ فارسی میں کیا اور لفظوں کی رعایت سے ایسا مطلب خیز ترجمہ کیاکہ عام لوگوں کو کلام الٰہی کا سمجھنا آسان ہو گیا۔اس ترجمہ کو ایک خاص مقام حاصل ہوا۔ یہ ترجمہ بین السطور میں تحریر ہو کر پورے ہندوستان میں شہرت حاصل کر گیا۔

اس ترجمہ کا مقصد صرف یہ تھا کہ لوگ قرآن مجید کی طرف متوجہ ہوں، اس کو پڑھیں،سمجھیں اور اس کے مطابق اپنی زندگی درست کریں۔ حضرت ولی اللہ شاہؒ نے علوم قرآن کی اشاعت اسی عزم اور اعتماد کے ساتھ کی اور اس موضوع پر ایک نہایت جامع کتاب الفوز الکبیر فی اصول التفسیر لکھی، نیز فتح الخبیر اور مقدمہ فی قوانین الترجمہ بھی ضبط قلم کیا۔انبیائی قصوں پر ایک اور اصولی نوعیت کی کتاب تاویل الاحادیث لکھی۔ فوزالکبیر، فتح الخبیر اور تاویل الاحادیث ایسے عمدہ رسالے تھے جنہوں نے بڑی بڑی تفاسیر کے مطالعہ سے شائقین کو مستغنی کر دیا۔

جس زمانہ میں آپ نے قرآن کریم کا ترجمہ فارسی زبان میں کیا اوراس کی اشاعت ہوئی تو متعصب مولویوں کے حلقوں میں بھی ایک تہلکہ مچ گیا، وہ آپ کی مخالفت کرنے لگے اور یہودی علماء کے مثیل ہو گئے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ فرماتے ہیں۔

’’اب بعض لوگ یہ بھی کہہ سکتے ہیں کہ یہ پھر بھی آج کل کے مولوی ہیں اور اگر یہ اشرارالناس ہیں تو پھر ان کی بات قابل اعتبار نہیں کسی بزرگ کی بات کرو تو اس ضمن میں پہلی بات یہ ہے کہ حضرت محمد مصطفیﷺ سے بزرگ ترین اور کون ہو سکتا ہے ۔ نہ کبھی پیدا ہوا اور نہ قیامت تک پیدا ہو سکے گا ۔ آپؐ انسان کامل اور نبیوں کے سردار تھے آپؐ کی کس کس بات کا تم انکار کرتے چلے جاؤ گے اور اگر تم نے صرف بعد کے بزرگوں کی باتیں مانی ہیں تو پھر وہ بھی سن لو! حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلویؒ نے علماء کو یہودی علماء کا مثیل قرار دیتے ہوئے فرمایا۔ ’’اگر نمونہ یہود خواہی کہ ببینی علماء سوء کہ طالب دنیا باشد.......تماشا کن کانھم ھم‘‘ (الفوز الکبیر مع فتح الخبیر فی اصول التفسیر باب اول صفحہ10) اگر تم یہود کا نمونہ دیکھنا چاہتے ہو، وہ یہودی علماء جو مدتوں پہلے ختم ہو چکے ہیں تو پھر ان علماء کو دیکھو جو آج کل علماء سوء ہیں اور یہ دنیا کے طلب گار ہوچکے ہیں ۔

(خطبات طاہر جلد4 صفحہ 274)

ناسخ و منسوخ

مَا نَنۡسَخۡ مِنۡ اٰیَۃٍ اَوۡ نُنۡسِہَا نَاۡتِ بِخَیۡرٍ مِّنۡہَاۤ اَوۡ مِثۡلِہَا ؕ اَلَمۡ تَعۡلَمۡ اَنَّ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ شَیۡءٍ قَدِیۡرٌ (البقرہ:107) ترجمہ : جو آیت بھی ہم منسوخ کر دیں یا اُسے بھلا دیں، اُس سے بہتر یا اُس جیسی ضرور لے آتے ہیں۔کیا تو نہیں جانتا کہ اللہ ہر چیز پر جسے وہ چاہے دائمی قدرت رکھتا ہے؟

اس آیت میں عموماً مفسرین غلطی کھاتے ہیں جو یہ ترجمہ کرتے ہیں کہ جو آیت اللہ نے قرآن کریم میں اتاری ہے وہ منسوخ بھی ہو سکتی ہے اور ہم اس سے بہتر آیت لا سکتے ہیں۔اس کے نتیجہ میں ناسخ منسوخ کا بہت لمبا جھگڑا چل پڑا۔ مفسرین نے تقریباً پانچ سو آیت کو ناسخ اور پانچ سو آیات کو منسوخ قرار دے دیا۔ امام سیوطیؒ نے منسوخ آیات میں کمی کی اورانہیں (19)بتایا لیکن حضرت ولی اللہ شاہ صاحبؒ نے ان میں سے چودہ آیتوں کا حل بتلا دیا اور باقی پانچ آیات ان سے حل نہ ہو سکیں ۔ وہ پانچ آیات درج ذیل ہیں۔

1۔ کُتِبَ عَلَیۡکُمۡ اِذَا حَضَرَ اَحَدَکُمُ الۡمَوۡتُ (البقرہ:181)

2۔ اِنۡ یَّکُنۡ مِّنۡکُمۡ عِشۡرُوۡنَ صٰبِرُوۡنَ (الانفال:66)

3۔ لَا یَحِلُّ لَکَ النِّسَآءُ مِنۡۢ بَعۡدُ (الاحزاب:53)

4۔ اِذَا نَاجَیۡتُمُ الرَّسُوۡلَ فَقَدِّمُوۡا (المجادلہ:13)

5۔ قُمِ الَّیۡلَ اِلَّا قَلِیۡلًا (المزمل:3)

حضرت شاہ ولی اللہ صاحبؒ نسخ کو ایک اجتہادی امر سمجھتے ہیں ۔

(التفہیمات الہیہ جلد2 صفحہ 173)

حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں۔

’’کلام الٰہی کے بارہ میں مسلمانوں کا ایک عقیدہ اسلام کے لئے سخت نقصان کا موجب ہو رہا تھا۔تعجب کی بات ہے کہ قرآن کریم پر ایمان لانے کے مدعی ایک ایسا عقیدہ رکھتے تھے کہ جس کی بناء پر دشمن کو قرآن کریم پر ہر قسم کے اعتراضات کرنے کا موقع مل جاتا تھا۔ یعنی وہ یہ عقیدہ رکھتے تھے کہ قرآن کریم میں بہت سی آیات موجود ہیں مگر دراصل وہ منسوخ ہیں۔غور کرو! یہ کتنا بڑا ظلم ہو رہا تھا بعض نے ایسی آیات کی تعداد گیارہ سو، بعض نے سات سو، بعض نے چھ سو، بعض نے چار سو اور اسی طرح مختلف لوگوں نے مختلف بیان کی ہیں اور شاہ ولی اللہ صاحب نے لکھا کہ ایسی آیات صرف پانچ ہیں۔ ایسی آیات کے متعلق عقل سے ہی استدلال کیا جاتا ہے اور سوچو کہ اس سبب سے دشمن کو اعتراض کا کتنا موقع مل سکتا ہے وہ کہہ سکتا ہے کہ یقینی طور پر تو کسی کو معلوم نہیں کہ کون سی آیات منسوخ ہیں اس لئے قرآن کریم کا اعتبار ہی کیا ہو سکتا ہے ممکن ہے جو آیت تم صداقت کے لئے دلیل کے طور پر پیش کرتے ہو وہ منسوخ ہو چکی ہو۔ لیکن حضرت مرزا صاحب نے آ کر اس یقین کے ساتھ اس عقیدہ کی تردید کی کہ قرآن کریم ایک زندہ کتاب بن گئی۔‘‘ (انوارالعلوم جلد 13 صفحہ 431)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ فرماتے ہیں ۔

’’قرآن کریم کا ایک شوشہ بھی منسوخ نہیں۔حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے پہلے حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ کے وقت تک یہ ساری ناسخ و منسوخ آیات حل ہو چکی تھیں سوائے پانچ کے اور حضرت مسیح موعودؑ کے علم کلام کی برکت سے یہ پانچ آیات بھی حل ہو گئیں۔جماعت احمدیہ کا عقیدہ ہے کہ قرآن کریم کا ایک شوشہ بھی منسوخ نہیں۔یہاں آیت سے مراد پہلی شریعتیں ہیں جب بھی وہ منسوخ ہوئیں یا بھلا دی گئیں تو ویسی ہی یا ان سے بہتر نازل کر دی گئیں۔‘‘

(حاشیہ،ترجمۃالقرآن حضرت خلیفۃالمسیح الرابعؒ،ص30،البقرۃ:107)

شرک و بدعت کی تردید اور سنت نبویؐ کی ترویج

عام وخاص پیر پرستی اور تقلید میں مقید اور صد ہا قسم کے توہمات میں گرفتارتھے کہ اس اثنا میں خدا تعا لی نے شرک اور بدعت کی تردید اور سنت نبویﷺ کی ترویج کے واسطے حضرت شاہ ولی اللہ صاحبؒ کو کھڑا کیا۔انہوں نے قرآن وحدیث کی اشا عت میں خوب کوشش کی۔ حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں۔

’’اسلام پر شرک کی گھٹائیں چھا رہی تھیں اور رسوم اور بدعات کا کوئی ٹھکانہ نہ رہا تھا ۔ خدا تعالیٰ کی غیرت بھڑک رہی تھی اور تمام اسلامی ممالک میں اسلامی محبت سے پُردل فکر و اندوہ کا شکار ہو رہے تھے تب خدا تعالیٰ کی غیرت نے مختلف ممالک میں مختلف لوگ مسلمانوں کو بیدار کرنے کے لئے پیدا کئے۔ ہندوستان میں شاہ ولی اللہ صاحب پیدا ہوئے۔‘‘

(حج بیت اللہ اور فتنہ حجاز،انوارالعلوم جلد 9صفحہ72)

حدیث

قرآن وسنت کے بعد ہدایت کا تیسرا سرچشمہ حدیث رسول اللہﷺ ہے۔آپؒ نے علم حدیث کی درس و تدریس اور اشاعت میں بھی گرانقدر خدمات انجام دی ہیں۔

مسائل فقہ

قرآن، سنت اور حدیث کے بعد اسلام کا دارو مدار فقہ پر ہے ۔آپؒ نے اس حوالہ سے بھی مجدد وقت ہونے کا حق ادا کیا۔ آپؒ نے رسالہ انصاف فی بیان سبب الاختلاف اور عقدالجید فی احکام الاجتہادوالتقلید میں اس امر کو نہایت وضاحت سے بیان کیا ہے کہ قرآن مجید اور احادیث صحیحہ تامہ کی موجودگی میں اقوال فقہاء اور استبداد متقلدین کی کیا وقعت ہو سکتی ہے۔ آپؒ نے،مسائل فقہ کی تحقیقات،مذاہب اربعہ یعنی حنفی ، شافعی ، مالکی ، حنبلی، مذاہب صحابہؓ و تابعین اور اقوال جمیع فقہاء محدثین سے کر کے،فقہ،حدیث و مصالح احکام کو ایسی عمدگی اور خوش اسلوبی سے بیان کیا کہ ان سے پیشتر کے مصنفین کو یہ بات کم نصیب ہوئی ہے۔کتاب حجۃ اللہ البالغہ ان کے اس کمال پر شاہد ہے ۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ فرماتے ہیں۔

’’میں نے جب سے ہوش سنبھالی ہے صوفیاء، فقہاء، محدثین اور فلاسفر ہر چہار سے مجھے بہت محبت رہی۔ حضرت شاہ ولی اللہ کے ساتھ مجھے بہت محبت ہے کیونکہ وہ اپنی کتب میں چاروں کے جامع ہوتے ہیں۔‘‘

(بدر 2 اکتوبر1913ء بحوالہ روزنامہ الفضل 10۔اگست 2009ء)

تصوف

آپؒ نے،عقائد تصوف اور سلوک میں محققانہ تقریریں کی ہیں اور خیالات عالیہ کو طلبہ کی سہولت اور مسائل کی تبیین میں عبارات مختصرہ اور اشارات لطیفہ کے ذریعہ سے اس طرح ادا کیا ہے کہ ان کے زمانہ میں دوسرے مصنف کو کم میسر ہوا ۔ آپؒ کی وفات کے بعد،آپؒ کے

شاگردوں اور صاحبزادوں نے آپ کی تحریک کو جاری رکھا۔

تصانیف

آپؒ کی تصانیف بے شمار ہیں۔ بعض مورخین دوسو سے زائد بیان کرتے ہیں۔ مصنف ''حیاتِ ولی'' حافظ محمد رحیم بخش صاحب مرحوم نے ان کی تعداد اکیاون بتائی ہے لیکن آگے لکھا ہے کہ آپ کی تالیفات کے سلسلہ میں اور بھی بہت سی کتابیں ہیں جو قدیم کتب خانوں میں موجود ہیں، مگر ہم نے صرف انہی کتابوں کا ذکر کیا ہے جو مطبوع ہو کر شرق سے غرب تک نہایت وقعت کے ساتھ مشہور ہو چکی ہیں۔ آپ نے ہر فن پر قلم اٹھایا ہے اور اس میں سے نئے نکات اور نادر مضامین بیان کئے ہیں۔قرآن، تفسیر، حدیث، فقہ، سیرت، فلسفہ، تصوف، سیاسیات، اقتصادیات وغیرہ تمام موضوعات پر اب بھی آپ کی بہت سی کتب ملتی ہیں۔ آپؒ نے یہ تمام کام قلیل مدت میں انجام دیا ہے اور نہایت پُر آشوب اور پُر فتن زمانہ میں آپ کی منزلتِ علمی اور کمالِ فن کا یہ ایک واضح ثبوت ہے۔

کفر کا فتویٰ

حضرت ولی اللہ شاہ صاحبؒ کا جب ستارہ کمال فلک اقبال پر پہنچا تو آپ کے اوج چشم کو دیکھ کر کئی حاسد اور دشمن پیدا ہو گئے۔ حضرت اقدس مسیح موعودؑ فرماتے ہیں۔

''عجیب بات یہ ہے کہ جتنے اہل اللہ گذرے ان میں کوئی بھی تکفیر سے نہیں بچا۔ کیسے کیسے مقدس اورصاحب برکات تھے۔ حضرت سید عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ ان پر بھی قریباً دوسو علماء وقت نے کفر کا فتویٰ لکھا تھا ابن جوزی جو محدث وقت تھا اس نے ان کی تکفیر کی نسبت ایک خطرناک کتاب تالیف کی اوراس کانام تلبیس ابلیس رکھا۔ سنا گیا ہے کہ شاہ ولی اللہ صاحب پر بھی کفر کا فتویٰ لگایا گیا تھا۔ یہ تو کفر بھی مبارک ہے جو ہمیشہ اولیاء اورخداتعالیٰ کے مقدس لوگوں کے حصہ میں ہی آتا رہا ہے۔'' (ملفوظات جلد پنجم صفحہ 611)

عقائد

وفات مسیحؑ: حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں۔

''شاہ ولی اللہ صاحب کی الفوز الکبیر میں بھی یہی لکھا ہے کہ مُتَوَفِّیْكَ مُمِیْتُكَ اور میں جانتا ہوں کہ شاہ ولی اللہ صاحب بڑے پایہ کے محدث اور فقیہ اور عالم فاضل تھے۔''

(ملفوظات جلد چہارم صفحہ 527)

خاتم النبیینﷺ: ''خُتِمَ بِهِ النَّبِيُّوْنَ اَیْ لَا یُوْجَدُ بَعْدَهٗ مَنْ یَّامُرُهُ اللّٰهُ بِالتَّشْرِیْعِ عَلَی النَّاسِ'' ترجمہ: ختم نبوت کے معنی ہیں کہ حضورﷺ کے بعد ایسا شخص نہیں آئے گا جسے اللہ شریعت کے احکام دے کر بھیجے۔

(تفہیمات الٰہیہ صفحہ 85، تفہیم نمبر 55)

حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہی۔

''حضرت شاہ ولی اللہ محدّث دہلوی بھی جو بارہویں صدی ہجری کے آخر میں گزرے ہیں فرماتے ہیں کہ رسولِ کریم ﷺ کو جو خاتم النبیّن کہا گیا ہے اِس کے یہ معنی ہیں کہ کوئی شخص دُنیا میں ایسا نہیں ہو گا جس کو خدا تعالیٰ نئی شریعت دے کر لوگوں کی طرف بھیجے۔''

(انوار العلوم جلد23 صفحہ 308)

حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ فرماتے ہیں۔

''پچھلے دنوں میں نے ایک خطبہ جمعہ میں بتایا تھا کہ مقام محمدیت عرشِ رب کریم ہے اور عرشِ ربّ کریم کے بعد کسی شئی کا تصور ہی ممکن نہیں ہے گویا آپ کے بعد کسی نبی کے آنے کا سوال ہی نہیں ہے کیونکہ اس ارفع روحانی مقام کے بعد کوئی رفعت ممکن ہی نہیں لیکن جو ساتویں آسمان پر حضرت نبی اکرم ﷺ کی بشارت اور آپ کی سچی پیروی اور آپ کے فیض سے مستفیض ہو کر پہنچا یعنی مہدی معہود وہ اپنے آقا و مطاع حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے بعد نہیں ہے وَرے ہے۔وہ آپ کے آخری ہونے میں روک نہیں ہے اگر کسی وقت ملک دشمن عناصر نے اس حلف نامہ کو وجہ فساد بنا کر ملک میں فساد پیدا کرنے کی کوشش کی تو اُس وقت دنیا کو پتہ لگ جائے گا کہ حقیقت کیا ہے؟ شنید ہے کہ ملک دشمن عناصر یہ کہہ کر بھی ملک میں شور مچائیں گے اور فتنہ و فساد پیدا کرنے کی کوشش کریں گے کہ شیعہ حضرات صدر اور وزیراعظم نہیں بن سکتے کیونکہ ان کے خلاف حضرت ولی اللہ شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب ''تفہیمات الٰہیہ'' میں لکھا ہے کہ وہ اپنے اماموں کو انبیاء سے بالا درجہ دیتے ہیں۔ اس واسطے وہ ختم نبوت کے منکر ہیں۔ حضرت ولی اللہ شاہؒ کے ذہن میں غالباً یہی ہو گا کہ چونکہ آنحضرت ﷺ کے مصدق ہر نبی کا مقام زیادہ سے زیادہ ساتواں آسمان ہے اس سے اوپر نہیں۔ اس سے اوپر عرشِ ربّ کریم پر مقام محمدیت ہے اور جس میں آنحضرت ﷺ کی ذات و صفات منفرد ہے اس لئے اگر شیعہ صاحبان اپنے اماموں کا درجہ ساتویں آسمان سے اوپر بتاتے ہیں تو وہ گویا ختم نبوت کے منکر ہیں۔واللّٰہ اعلم بالصواب۔''

(خطبات ناصر جلد5 صفحہ 126)

وحی الٰہی: حضرت اقدس مسیح موعودؑ فرماتے ہیں۔

''مکھی کی وحی اب تک منقطع نہیں ہوئی تو انسانوں پر جو وحی ہوتی ہے وہ کیسے منقطع ہو سکتی ہے۔ ہاں یہ فرق ہے کہ ال کی خصوصیت سے اس وحی شریعت کوالگ کیا جاوے ورنہ یوں تو ہمیشہ ایسے لوگ اسلام میں ہوتے رہے ہیں اور ہو تے رہیں گے جن پر وحی کا نزول ہو۔ حضرت مجددالف ثانی اور شاہ ولی اللہ صاحب بھی اس وحی کے قائل ہیں۔''

(ملفوظات جلد سوم صفحہ 417)

مسیح موعودؑ و امام مہدی: حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں۔

''اسی طرح ہماری کتب کے مطابق بھی بعثت مسیح کا یہی زمانہ ہے۔ حجج الکرامہ والے نے لکھا ہے کہ کل اہل کشوف اسی طرف گئے ہیں کہ مسیح کی آمد ثانی کے لیے چودھویں صدی مقرر ہے۔شاہ ولی اللہ صاحب نے بھی اسی زمانہ کے لیے اُسے چراغ الدین کہا ہے۔غرضیکہ ہر ایک بزرگ نے جو زمانہ مقرر کیا ہے وہ چودھویں صدی سے آگے نہیں گیا۔ اگر چہ ان میں کچھ اختلاف ہے۔چودھویں صدی میں لطیف اشارہ اس طرف تھا کہ دین اسلام چودھویں رات کے چاند کی طرح اس زمانہ میں چمک اٹھے گا۔ جس طرح چاند کا کمال چودھویں رات کو ہوتا ہے۔اسی طرح اسلام کا کمال کل دنیا میں چودھویں صدی میں ظاہر ہوگا۔تیرھویں صدی کی تاریکی ان لوگوں میں ضرب المثل ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ اس صدی کے علماء سے بھیڑیوں نے بھی نجات مانگی تھی۔یہ لوگ چودھویں صدی کے منتظر تھے، لیکن جب صدی آگئی تو اپنی بد بختی کے باعث انکار کر گئے۔''

(ملفوظات جلد چہارم صفحہ 27)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں۔

''حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی جن کی وفات 1176 ہجری میں ہوئی فرماتے ہیں کہ میرے ربّ نے مجھے بتایا ہے کہ قیامت قریب ہے اور مہدی ظاہر ہونے کو ہے۔ پھر کہتے ہیں کہ اسی طرح (یہ بات ان کی کتاب تفہیمات الٰہیہ میں چھپی ہوئی ہے) آپ نے امام مہدی کی تاریخ ظہور لفظ چراغ دین میں بیان فرمائی ہے جس کے حروف ابجد 1268 بنتے ہیں''۔

(حجج الکرامہ صفحہ 394)

(خطبات مسرور جلد4 ص67)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں۔

''تو یہ تو ان ساری باتوں سے ثابت ہو گیا کہ ظہور کا زمانہ وہی تھا جس کے بارے میں ہم کہتے ہیں نہ کہ وہ جس کی آجکل کے علماء تشریح کرتے ہیں کہ ابھی اتنے سو سال پڑے ہیں یا اتنے سوسال پڑے ہیں۔ ان باتوں سے جو میں نے مختلف ائمہ کی پڑھی ہیں اور شاہ ولی اللہ کا اقتباس، اس سے ہم نے دیکھ لیا کہ ان سب نے مسیح و مہدی کے آنے کا وقت 12ویں صدی کے بعد کا کوئی زمانہ بتایا ہے۔ یہ نہیں کہا کہ 19ویں صدی میں یا 20ویں صدی میں یا فلاں وقت میں آنا ہے۔ ہر جگہ 12ویں صدی کا ذکرہے۔ اور جب 12ویں صدی کا ذکر ہے تو اس کا واضح مطلب یہی ہے کہ کم و بیش اسی زمانے میں مبعوث ہونا ہے۔ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی جو 12ویں صدی کے مجدد تھے انہوں نے تو اور بھی معین کر دیا ہے یعنی 1268۔ اور یہ کم و بیش وہی زمانہ بنتا ہے جس زمانے میں مسیح موعود کے ظہور کی توقع کی جا رہی تھی۔

اس بارے میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے آیت وَاٰخَرِیْنَ مِنْھُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِھِمْ (الجمعہ:4) کے حوالے سے ایک اور نکتہ بیان فرمایا ہے کہ اس کے اعداد 1275 بنتے ہیں یعنی جس شخص نے آخرین کو پہلوں سے ملانا ہے یا ملانا تھا اُس کو اسی زمانے میں ہونا چاہئے تھا جس کے بارے میں سب توقع کر رہے تھے اور جس کی ضرورت بھی تھی اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ یہی وہ سال بنتے ہیں جب میں روحانی لحاظ سے اپنی بلوغت کی عمر کو تھا اور اللہ تعالیٰ مجھے تیار کر رہا تھا۔''

(خطبات مسرور جلد4 صفحہ 69)

حضرت شاہ ولی اللہ صاحب کے مطابق بعثت مسیح کے لئے علامت صغریٰ اور علامت کبریٰ پوری ہو چکی ہیں۔ حضرت اقدس مسیح موعودؑ فرماتے ہیں۔

''ہاں بعض کا حق ہے کہ یہ اعتراض کریں کے مسیح کو اس زمانے سے کیا خصوصیت حاصل ہے ؟ اس کا یہ جواب ہے کہ قرآن شریف نے اسرائیلی اور اسمٰعیلی دو سلسلوں میں خلافت کی مماثلت کا کھلا کھلا اشارہ کیا ہے۔ جیسے اس آیت سے ظاہر ہے۔ وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ آمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ (النور:56) اسرائیلی سلسلہ کا آخری خلیفہ جو چودھویں صدی پر بعد حضرت موسیٰ آیا، وہ مسیح ناصری تھا۔ مقابل میں ضرور تھا کہ اس امت کا مسیح بھی چودھویں صدی کہ سرپہ آوے۔علاوہ ازیں اہل کشف نے اسی صدی کو بعثت مسیح کا زمانہ قرار دیا جیسے شاہ ولی اللہ صاحب وغیرہ اہلحدیث کا اتفاق ہو چکا ہے کہ علامت صغریٰ اور علامت کبریٰ ایک حد تک پوری ہو چکی ہے۔''

(ملفوظات جلد اوّل صفحہ 3)

چودھویں صدی کے مجدد کو حضرت شاہ ولی اللہؒ کا سلام کہنا:

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں۔

''آپ لوگ اگر سچ پر ہیں تو سب مل کر دعا کریں کہ مسیح ابن مریم جلد آسمان سے اُترتے دکھائی دیں اگرآپ حق پر ہیں تو یہ دُعا قبول ہوجائے گی۔ کیونکہ اہل حق کی دُعا مُبطلین کے مقابل پر قبول ہوجایا کرتی ہے لیکن آپ یقیناً سمجھیں کہ یہ دُعا ہر گز قبول نہیں ہوگی کیونکہ آپ غلطی پر ہیں مسیح تو آچکا لیکن آپ نے اُس کو شناخت نہیں کیا اب یہ امید موہوم آپ کی ہرگز پوری نہیں ہوگی یہ زمانہ گزر جائے گا اور کوئی ان میں سے مسیح کو اُترتے نہیں دیکھے گا۔ حالانکہ تیرھویں صدی کے اکثر علماء چودہویں صدی میں اُس کا ظہور معین کرگئے ہیں اور بعض تو چودھویں صدی والوں کو بطور وصیّت یہ بھی کہہ گئے ہیں کہ اگر اُن کا زمانہ پاؤ تو ہمارا السلام علیکم اُنہیں کہو۔ شاہ ولی اللہ صاحب رئیس المحدّثین بھی انہیں میں سے ہیں۔''

(ازالہ اوہام، روحانی خزائن جلد3 صفحہ 179)

حضرت ولی اللہ شاہ صاحبؒ نے فرمایا کہ مسیح موعود اسم جامع محمدی کی شرح، آپ کا سچا عکس ہو گا ۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ فرماتے ہیں۔

''حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ جن کانام بڑے احترام کے ساتھ اسی کتابچہ (قادیانیت ، عالم اسلام کے لئے سنگین خطرہ) میں درج ہے جو جماعت کے خلاف شائع کیا گیا ہے اور ان کو سند قرار دیا گیا ہے اور ایک ایسے عظیم الشان فلسفی کے طور پر پیش کیا گیا ہے جو امت مسلمہ کے مصالح کو خوب سمجھتا ہو یہی حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی فرماتے ہیں۔ حُقّ لَه اَنْ یَّنْعَکِسَ فِیهِ اَنْوَارُ سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْن ﷺ یَزْعَمُ الْعَامَةُ اَنَّه اِذَا نزلَ فِي الارضِ کَانَ وَاحِداً مِنَ الامةِ۔ کَلَّا بَلْ هُوَ شَرْحٌ لِلاسمِ الجَامِعِ المُحَمَّدِیِّ وّ نسخَتِه متَنَسخَةً مِنه وَ شَتَّان بَینَه وَبَینَ اَحَدٍ منَ الامةِ۔ (الخیر الکثیر۔ الملقب بہ خزائن الحکمۃ صفحہ 78)

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ بھی یہ پیشگوئی فرماتے ہیں اورآنے والے امام مسیح موعود علیہ السلام کے مقام کا ذکر یوں کرتے ہیں کہ ''یعنی مسیح موعود اس بات کا حق دار ہے کہ اس میں سیدالمرسلین ﷺ کے انوار منعکس ہوں۔ عام لوگ یہ خیال کرتے ہیں کہ جب مسیح موعود نازل ہوگا تو محض امتی فرد ہوگا ایسا ہر گز نہیں بلکہ وہ اسم جامع محمدی ﷺ کی شرح آپؐ کا سچا عکس (True Copy)

DAILY LONDON
ALFAZL
ONLINE

www.alfazlonline.org
@alfazlonline
@alfazlonline
ONLINE EDITION
Download on the App Store
ANDROID APP ON Google play

اپنے مضامین، آرٹیکلز، نظمیں اور آراء
درج ذیل ذرائع میں سے کسی ایک پر بھجوائیں
0044 74 9378 5065
0044 79 5161 4020
info@alfazlonline.org

ہوگا۔ پس کہاں وہ اور کہاں محض ایک امتی'' پھر حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ فرماتے ہیں۔ ''تَارَةً اُخرٰی بِاَنَّ تَشتَبِكُ بِحَقِيقَةِ رَجُلٍ مِن آلِهِ اَوِ المُتَوَسِّلِينَ اِلَيهِ كَمَا وَقَعَ لِنَبِيِّنَا ﷺ بِالنسبَةِ اِلٰى ظُهُورِ المَهدِى'' (تفہیمات الٰہیہ جلد2 صفحہ198) یعنی بروز حقیقی کی ایک قسم یہ ہے کہ کبھی ایک شخص کی حقیقت میں اس کی آل یا اس کے متوسلین داخل ہوجاتے ہیں جیسا کہ ہمارے نبی ﷺ کے مہدی سے تعلق میں اس طرح کی بروزی حقیقت وقوع پذیر ہوگی۔''

(خطبات طاہر جلد چہارم صفحہ310)

معراج نبوی ﷺ: حضرت اقدس مسیح موعودؑ فرماتے ہیں۔

''مخالف مولوی ہماری مخالفت میں معراج کی حدیث پیش کرتے ہیں حالانکہ حضرت عائشہؓ کا مذہب تھا کہ جو کوئی کہتاہے کہ آنحضرت ﷺ مع جسم عنصری آسمان پر گئے وہ آنحضرت ﷺ پر تہمت لگاتاہے۔ اسی طرح اور ائمہ اور اصحاب کرامؓ کا بھی یہی مذہب رہا ہے کہ آنحضرت ﷺ ایک نورانی جسم کے ساتھ آسمان پر گئے نہ اس جسم کے ساتھ۔ ایسا ہی شاہ ولی اللہ صاحب کا بھی مذہب تھا۔ اور شاہ عبدالعزیز بھی یہی لکھتے ہیں کہ اس جسم کے ساتھ آسمان پر جانا نہیں ہوتا بلکہ ایک اور نورانی جسم ملتاہے جس سے کہ انسان آسمان پر جاتاہے۔''

(ملفوظات جلد پنجم صفحہ 31)

مامور کے معنی: حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں۔

''میرے نزدیک مامور کے معنی نبی کے ہی ہیں اور بزرگوں نے بھی مامور کے یہی معنے لئے ہیں ۔ چنانچہ محی الدینؒ ابن عربی نے فتوحات مکیہ میں اور شاہ ولی اللہ صاحبؒ نے حجۃ البالغہ میں یہی معنے لئے ہیں۔''

(حقیقۃ الرؤیا،انوار العلوم جلد 4صفحہ123)

حدیث مجددین: حضرت اقدس مسیح موعودؑ فرماتے ہیں۔

''یہ تو ضروری ہے کہ ہر صدی کے سر پر مجدد آئے۔بعض لوگ اس بات کو سن کر پھر یہ اعتراض کرتے ہیں کہ جبکہ ہر صدی پر مجدد آتا ہے تو تیرہ صدیوں کے مجدّدوں کے نام بتاؤ۔میں اس کا پہلا جواب یہ دیتا ہوں کہ اُن مجددوں کے نام بتانا میرا کام نہیں یہ سوال آنحضرت ﷺ سے کرو۔جنہوں نے فرمایا ہے کہ ہر صدی پر مجدد آنا ہے اس حدیث کو تمام اکابرنے تسلیم کر لیا ہے ۔شاہ ولی اللہ صاحب بھی اس کو مانتے ہیں کہ یہ حدیث آنحضرت ﷺ کی طرف سے ہے اور حدیث کی کتابیں جوموجود ہیں ان میں یہ حدیث پائی جاتی ہے کسی نے کبھی اس کوپھینک نہ دیا اور نہ کہا کہ یہ حدیث نکال دینی چاہیے۔''

(ملفوظات۔ جلد سوم صفحہ86)

حضرت ولی اللہ شاہ اورسارے دوسرے بزرگ آیات بینات تھے :

حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں۔

''اسلام میں ہر زمانہ میں ایسے لوگ پیدا ہوئے جولَقَدْ اَنْزَلْنَاۤ اٰیٰتٍ مُّبَیِّنٰتٍ کے ذریعہ اسلام کی روشنی کو ظاہر کرتے رہے۔چنانچہ ابتدائی زمانہ مٰیں حضرت جنید بغدادیؒ ہوئے،حضرت سیّد عبدالقادر صاحب جیلانیؒ ہوئے،شبلیؒ ہوئے، ابراہیم ادھمؒ ہوئے، ابن تیمیہؒ ہوئے، ابن قیمؒ ہوئے۔ امام غزالیؒ ہوئے، حضرت محی الدین صاحب ابن عربیؒ ہوئے اور ان کے علاوہ ہزاروں اور بزرگ ہوئے ۔پھر آخری زمانہ میں حضرت شاہ ولی اللہ صاحبؒ محدث دہلوی ہوئے، خواجہ باقی باللہؒ ہوئے، خواجہ معین الدین صاحب چشتیؒ ہوئے، شیخ شہاب الدین صاحب سہروردیؒ ہوئے، خواجہ بہاؤ الدین صاحب نقشبندیؒ ہوئے، نظام الدین صاحب اولیاؒ ہوئے، خواجہ قطب الدین صاحب بختیار کاکیؒ ہوئے، فرید الدین صاحب شکر گنجؒ ہوئے، حضرت سید احمد صاحبؒ بریلوی ہوئے۔ حضرت شیخ احمد صاحبؒ سرہندی مجدد الف ثانی ہوئے۔ یہ سب لوگ خداتعالیٰ کا قرب پا کر اٰیٰتٍ مُّبَیِّنٰتٍ کا مقام حاصل کر گئے۔''

(تفسیر کبیر جلد ششم صفحہ358)

وفات

حضرت ولی اللہ شاہ صاحب محدث دہلویؒ نے 62سال کی عمر پائی، شاہ عبدالعزیزؒ کے بیان کے مطابق حضرت ولی اللہ شاہ صاحبؒ نے 29 محرم الحرام 1176ھ مطابق 20۔اگست 1762ء کو ظہر کے وقت وفات پائی۔ شاہ صاحب کے جسد خاکی کو مہندیان میں دفن کیا گیا، یہ قبرستان دہلی کے مشائخ اور مشاہیر علماء و فضلاء، ادباء اور شرفا کی آرام گاہ ہے،یہ قبرستان محدثین کے نام سے موسوم ہے کیونکہ اس قبرستان میں آپ کے خاندان کے صاحب علم حدیث احباب دفن ہیں۔

حضرت مسیح موعودعلیہ السلام کا 26۔اکتوبر1925ء بمقام دہلی حضرت شاہ ولی اللہؒ کی قبر پردعا کرنا۔

صبح کے وقت حضور نے گاڑیاں منگوائیں اور خواجہ میر درد صاحب اور شاہ ولی اللہ صاحب کے مزار مبارک پر تشریف لے گئے۔ راستہ میں قبرستان کی طرف اشارہ کرکے فرمایا : یہ انسان کی دائمی سکونت ہے جہاں ہر قسم کے امراض سے نجات پا کر انسان آرام کرتا ہے۔ خواجہ میر درد صاحب کی قبر پر آپ نے فاتحہ پڑھی اور کتبہ کی طرف دیکھ کر فرمایا کہ کتبہ لکھنا شریعت میں منع نہیں ہے۔اس میں بہت سے فوائد ہیں ۔

یہاں سے ہو کر حضرت مسیح موعودؑ حضرت شاہ ولی اللہ صاحب کی قبر پر گئے اور فاتحہ پڑھی۔ فرمایا کہ شاہ ولی اللہ صاحب ایک بزرگ اہلِ کشف اور کرامت تھے۔یہ سب مشائخ زیرِزمین ہیں اور جو لوگ زمین کے اُوپر ہیں وہ ایسے بدعات میں مشغول ہیں کہ حق کو باطل بنا رہے ہیں اور باطل کو حق بنا رہے ہیں۔(ملفوظات جلد چہارم صفحہ502)

اولاد

حضرت ولی اللہ شاہ صاحبؒ کے ہاں، پانچ بیٹے اور ایک بیٹی پیدا ہوئی۔ ان میں سے پہلا بیٹا ابتدائی مدت میں ہی فوت ہوگیا۔ دیگر چار بیٹے، شاہ عبدالعزیز ، شاہ رفیع الدین، شاہ عبدالقادر، شاہ عبدالغنی علیہم الرحمۃ تھے ۔ یہ چار فرزند اپنے وقت کے مشہور عالم، محدث اور اپنے والد صاحب کی تحریک و تعلیم کے محرک رہے۔

حضرت شاہ ولی اللہ صاحبؒ کی بیٹی کا ایک واقعہ

حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں۔

''یاد رکھنا چاہئے کہ شیطان ایسا چالاک اور فریبی ہے کہ کبھی نیک بات بتاکر بھی دھوکہ دیا کرتا ہے۔ اس لئے سوچ لینا چاہئے کہ یہ جو نیک بات بتائی گئی ہے اس سے کوئی بڑی نیکی تو ہاتھ سے نہیں جاتی ۔ حضرت خلیفہ اول سناتے تھے کہ شاہ ولی اللہ صاحب کی ایک بیٹی تھیں۔ انہوں نے وظائف پڑھنے شروع کئے تو ایسا مزہ آیا کہ پہلے نوافل چھوڑ دیئے ۔ پھر سنتیں بھی چھوڑ دیں ۔ ایک دن ان کے بھائی نے ان کی حالت کو دیکھا تو بہت افسوس ہوا۔ بہت سمجھایا مگر کچھ اثر نہ ہوا۔ آخر انہوں نے ایک خاص طریق پر لاحول کا وظیفہ پڑھنے کے لئے ان کو بتایا۔اس کے بعد ایک دن وہ آئے تو کیا دیکھا کہ وہ سنتیں پڑھ رہی ہیں ۔ پوچھا یہ کیا ؟ کہنے لگیں آج میں آپ کے بتائے ہوئے طریق پر لا حول پڑھ رہی تھی کہ شیطان بندر کی شکل میں آیا اور کہنے لگا کہ تم بچ گئیں ۔ اگر تم یہ وظیفہ نہ پڑھتیں تو اب میں تم سے فرض چھڑوانے والا تھا۔ تو شیطان کبھی چالاکی کرتا ہے اور ایک نیکی کی تحریک کرتا ہے۔ لیکن اگر غور کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ دراصل اس کے ذریعہ کسی بڑی نیکی سے محروم رکھنے کی کوشش کر رہا ہے اس لئے یہ بات ضرور مد نظر رکھنی چاہئے۔''

(حقیقۃ الرؤیا،انوارا لعلوم جلد4صفحہ115)

شاہ ولی اللہ اکیڈمی

آپؒ کے نام سے ایک اکیڈمی بھی قائم ہے جو شاہ ولی اللہ اکیڈمی کے نام سے موسوم ہے۔ اس کے درج ذیل مقاصد ماہنامہ ر سالہ الولی اپریل1972ء کی پشت پر درج ہیں۔

اغراض و مقاصد

1۔ شاہ ولی اللہ کی تصنیفات ان کی اصلی زبانوں میں اور ان کے تراجم مختلف زبانوں میں شائع کرنا۔

2۔ شاہ ولی اللہ کی تعلیمات اور ان کے فلسفہ و حکمت کے مختلف پہلوؤں پر عام فہم کتابیں لکھوانا اور ان کی طباعت و اشاعت کا انتظام کرنا۔

3۔ اسلامی علوم اور بالخصوص و ہ اسلامی علوم جن کا شاہ ولی اللہ اور ان کے مکتب فکر سے تعلق ہے۔ ان پر جو کتابیں دستیاب ہو سکتی ہیں ، اُنہیں جمع کرنا ، تاکہ شاہ صاحب اور ان کی فکر ی و اجتماعی تحریک پر کام کرنے کیلئے اکیڈمی ایک علمی مرکز بن سکے ۔

4۔ تحریک ولی اللہ سے منسلک مشہور اصحاب علم کی تصنیفات شائع کرنا ، اور اُن پر دوسرے اہل قلم سے کتابیں لکھوانا اور ان کی اشاعت کا انتظام کرنا۔

5۔ شاہ ولی اللہ اور ان کے مکتب فکر کی تصنیفات پر تحقیقی کام کرنے کیلئے علمی مرکز قائم کرنا۔

6۔ حکمت ولی اللہ اور اس کے اصول ومقاصد کی نشر واشاعت کیلئے مختلف زبانوں میں رسائل کا اجراء ۔

7۔ شاہ ولی اللہ کے فلسفہ و حکمت کی نشر واشاعت اور ان کے سامنے جومقاصد تھے ۔ انہیں فروغ دینے کی غرض سے ایسے موضوعات پر جن سے شاہ ولی اللہ کا خصوصی تعلق ہے ، دوسرے مصنفوں کی کتابیں شائع کرنا۔

''الرحیم'' رسالہ سندھی میں جبکہ رسالہ ''الولی'' اردو زبان میں یہاں سے چھپتا رہا ہے۔ 2002ء میں رسالے چھپنا بند ہو گئے ہیں۔ اب نہ رسالے چھپ رہے نہ کوئی کتاب چھپتی ہے۔

سحر وافطار

5 مئی 2020ء		وقت سحر	وقت افطار
مکہ مکرمہ		04:27	18:48
مدینہ منورہ		04:21	18:53
قادیان		04:08	19:11
ربوہ		03:49	18:53
اسلام آباد ٹلفورڈ		02:53	20:32